جلد (۱) ‖ ۲۱ر امان ۱۳۳۱ ہش - ۲۴ر جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ - ۲۱ر مارچ ۱۹۵۲ء ‖ نمبر ۳

حمد ربّ العالمین

کس قدر ظاہر ہے نُور اُس مبداء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہوگیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی راہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تُونے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اِس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

کیا عجب تونے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہاء پاتا نہیں
کِس سے کھُل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوب رویوں میں ملاحت ہے ترے اس حُسن کی
ہر گُل و گلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مِل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اِس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

بھائی عبدالرحمن قادیانی نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان دار الامان سے شائع کیا۔

قارئین کرام سے التماس

احباب ذیل کے طریق پر "بدر" کی اعانت فرماویں

۱۔ [illegible] صاحب استطاعت احباب "بدر" [illegible] خرید ار بننے کے بعد باقاعدگی سے ساتھ چندہ [illegible] ادا کریں۔ اور کسی صورت میں بھی بقایا نہ ہونے دیں۔

۲۔ تمام احباب [illegible] جد و جہد سے اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور دوسرے لوگوں کو [illegible] خریدار [illegible]۔

۳۔ جو [illegible] استطاعت رکھتے ہوں وہ [illegible] ادا کرنے کے [illegible] چندہ بھی [illegible] اخبار [illegible] اور [illegible] احمدیت کی تبلیغ [illegible] دعوت پیدا ہو۔

۴۔ جو دوست [illegible] اپنے متعلقین [illegible] اخبار میں اشاعت [illegible]۔

۵۔ اگر کسی دوست کو [illegible] میں کوئی [illegible] معلوم ہو یا اس کی ترقی [illegible] ذہن میں آئے تو ہمیں مطلع کر [illegible]۔

۶۔ سب سے اہم امداد بذریعہ دعا ہو سکتی [illegible] اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد کے بغیر سب تدبیریں رائیگاں اور سب کوششیں اکارت جاتی ہیں۔ پس احباب خاص دعاؤں سے بھی ہماری امداد فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے [illegible] فضل و رحمت سے ہماری حقیر کوششوں میں برکت دے۔ اور اس اخبار کے نور کو چار دانگ عالم [illegible] پھیلا دے۔

[illegible] اور [illegible] جو آپ کی [illegible] کے مطابق اور اس کی خوشنودی کے موجب [illegible] ہو۔ آمین۔

۷۔ اخبار کی قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ بذریعہ وی پی قیمت وصول کرنے میں بہت سی دقتیں ہیں [illegible] [illegible] نہیں ہو سکتی۔

(مینیجر)

ولادت

میرے چھوٹے بھائی نثار احمد صاحب ابن حاجی محمد ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کا نپور کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے [illegible] عطا [illegible] ہے۔ احباب نو مولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرماویں۔

محمد لطیف، محمد ابن حاجی محمد ابراہیم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کانپور۔

بھائی محمد [illegible] صاحب ابن حاجی محمد ابراہیم صاحب [illegible] کو خدا تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ نو مولود کو صحت و سلامتی سے رکھے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ [illegible] شجاعت علی قادیان

گوردوارہ بابا سری رام تھمن ضلع گورداسپور میں اجتماع

اور احمدیہ جماعت کے نمائندگان کی شمولیت

نامہ نگار اخبار "بدر" کے قلم سے

مورخہ ۱۳ [illegible] کو گوردوارہ بابا سری رام تھمن (نزد کھجالہ) میں سکھوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں علاوہ تقاریر کے کبڈی کے ایک میچ کا بھی انتظام کیا گیا سکرٹری صاحب گوردوارہ مذکورہ نے اس موقعہ پر احمدیہ جماعت کو بھی شمولیت کی دعوت دی اور کبڈی کے میچ میں شریک ہونے کے لئے ٹیم بھی بھجوانے کے لئے کہا۔ چنانچہ قادیان سے جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ، جناب ناظر صاحب امور عامہ اور مکرم مرزا برکت علی صاحب اسسٹنٹ سول انجنیئر اینگلو ایرانین کمپنی ایران مع دو کھلاڑیوں فضل الٰہی صاحب و عطاء اللہ صاحب کھجالہ تشریف لے گئے۔ اجتماع میں سردار تیجا سنگھ صاحب ممبر پارلیمنٹ۔ سردار دریام سنگھ صاحب ایم۔ایل۔اے اور سردار اتم سنگھ ایم۔ایل۔اے بھی موجود تھے۔ ان سب اصحاب نے چار پانچ ہزار کے قریب حاضرین کو خطاب کیا۔ جس میں اخلاق معیار کو بلند کرنے۔ شراب نوشی کو ترک کرنے اور صحتوں کو درست کرنے کے لئے قیمتی نصائح ہیں نیز عوام کی مشکلات کے ازالہ کے لئے جو کچھ حکومت کی طرف سے ہو رہا ہے۔ یا پہلے ہو چکا ہے اس پر روشنی ڈالی۔ جماعت کی طرف سے مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ نے باہمی اتحاد و اتفاق اور محبت سے رہنے کی تلقین کی۔ اور سکھ گوروؤں کے عمدہ طریق کار سے مثالیں دے کر امن و اتحاد کے اصولوں کی وضاحت کی۔ جملہ تقاریر پنجابی زبان میں ہوئیں جماعت احمدیہ کی طرف سے مبلغ پانچ روپیہ گوردوارہ کی امداد کے لئے بھی پیش کئے گئے جو منتظمین نے شکریہ کے ساتھ قبول کئے۔

جلسہ کے بعد کبڈی کا میچ ہوا جس میں جماعت کے دونوں کھلاڑیوں نے بھی نمایاں حصہ لیا۔ اور پبلک ان کی کھیل دیکھ کر بہت مسرور ہوئی۔ جماعت کی طرف سے اچھے کھلاڑیوں کو انعام دینے کے لئے بھی مبلغ پانچ روپے دیئے گئے۔ جماعت کے نمائندوں کی شرکت سے بفضلہ تعالیٰ تمام لوگوں پر اچھا اثر پڑا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

روحانی ترقی کے لئے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے

"ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اگر انسان عمدہ عمدہ کھانے [illegible] پلاؤ [illegible] اور راحت میں زندگی بسر کر کے خدا [illegible] خواہش کرے تو یہ محال ہے۔ بڑے بڑے خونوں اور سخت سے سخت ابتلاؤں کے بغیر انسان خدا کو مل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ غرض بغیر امتحان کے تو بات بنتی ہی نہیں اور [illegible] ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑھ کر امتحان مشکل ہوا تھا۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات [illegible]۔ جب سخت ابتلا آئیں۔ اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلا [illegible] ہو جاتے ہیں۔ انبیاء سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں کہ ان پر بڑے بڑے سخت ابتلاء آتے ہیں۔ اور وہ خود ہی ان کو خدا سے جا ملاتے ہیں۔ امام حسین پر بھی ابتلا آئے۔ اور سب صحابہ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا۔ کہ وہ سخت سے سخت امتحان میں ڈالے گئے۔ گوشت [illegible] ڈکھ [illegible] اور آرام سے حجرہ میں تسبیح پھیرتے رہنے سے خدا کا ملنا ہی ہے صحابہ کو [illegible] تو [illegible] جو کوئی [illegible] اسلام لیوا ہے باہر نکل جائے تو دو دن کے بعد تو فرد واحد بھی نہیں رہتا اگر ثانی [illegible] خود سیاپے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ابتداء سے فیصلہ کر لیا ہوا تھا کہ اگر خدا کی راہ میں جان بھی دینی پڑ جائے تو پھر دریغ [illegible] انہوں نے تو [illegible] میں موت کو قبول کیا ہوا تھا"

(الحکم ۲۴ ستمبر [illegible])

قریب المرگ نفوس کو بچایئے!

اے دوستو! حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پوچھے گا کہ میں تمہارے پاس ننگا آیا تم نے مجھے لباس نہ دیا۔ بھوکا پیاسا آیا تم نے میری بھوک پیاس دور نہ کی۔ لوگ حیران ہوں گے اور کہیں گے کہ اے رب! تو تو ان باتوں سے بالا ہے تو کب ہمارے پاس ایسی حالت میں آیا کہ ہم نے توجہ نہ کی۔ تو خدا تعالیٰ کہے گا کہ میرے ننگے اور بھوکے پیاسے بندے تمہارے پاس آئے اور تم نے توجہ نہ کی۔

سو اے دوستو! روحانی طور پر ایک عالم بھوک پیاس سے پڑا تڑپتا ہے اور لباس تقویٰ کے پارہ پارہ ہونے کی وجہ سے عریاں ہے کیا ان خدا کے بندوں کی طرف آپ توجہ نہ دیں گے۔ یقیناً یہ آپ کا اولین فرض ہے۔

ان کو روحانی موت سے بچانے کا واحد ذریعہ ان کو زندگی بخش پیغام احمدیت پہنچانا ہے۔ اور اس لئے لٹریچر کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن مرکز روپیہ کی قلت کی وجہ سے مجبور ہو کر مہیا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ آیئے اور چندہ و قف شر و اشاعت میں دل کھول کر اعانت کیجئے۔ اور ہر پڑھنے والا ثواب حاصل کیجئے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بدر کی ایجنسیاں

"بدر" کی اشاعت و توسیع کے لئے مندرجہ ذیل شہروں میں ایجنسیاں مقرر کی گئی ہیں۔ احباب سے گزارش ہے کہ دوسرے شہروں میں بھی ایجنسیاں حاصل کر کے بدر کی اشاعت میں مدد دینے فرمائیں۔

۱۔ لاہور۔	مکتبہ تحریک جدید انارکلی
۲۔ کراچی۔	[illegible] صاحب
۳۔ کوئٹہ۔	عبد الرحمٰن صاحب

(مینیجر)

بدر کے معاونین

مکرم مرزا برکت علی صاحب اسسٹنٹ سول انجنیئر مسجد سلیمان ایران نے بدر کی اعانت کیلئے مبلغ بیس روپے کی رقم بطور عطیہ بھیجی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ دوسرے مخیر احباب سے بھی گذارش ہے۔ "بدر" کی مالی مشکلات کو دور کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

(مینیجر)

جماعت احمدیہ کے عقائد

رقم فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہمارے عقائد جن کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مختصر سا نقشہ ہمارے مذہب کا ذہن میں کھینچ سکتا ہے یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور ایک ہے۔ وہ ان تمام صفات سے متصف ہے جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں۔

ملائکہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان اقتوں سے علیحدہ وجود ہیں۔ خیالی یا وہمی وجود نہیں ہیں بلکہ حقیقۃً وہ ایسی ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مادی اسباب کی آخری کڑی کے طور پر مقرر فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے عالم مخلوقات میں ایک ایسی حرکت پیدا کرتے ہیں جو مختلف مدارج طے کرنے کے بعد وہ نتائج پیدا کر دیتی ہیں جن کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں۔

کلام الٰہی ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کلام نازل کیا کرتا ہے۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے (جس کی حد بندی کرنے کی ہم کوئی وجہ نہیں پاتے خواہ لاکھوں کروڑوں خواہ اربوں سال ہوں) تبھی سے خدا تعالیٰ اپنے خاص خاص بندوں سے دنیا کی رہنمائی کے لئے کلام کرتا چلا آیا ہے اب بھی کرتا ہے اور آئندہ کرتا رہے گا۔

قرآن کریم ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ کلام الٰہی کئی اقسام کا ہے۔ ایک قسم شریعت یعنی ایسا کلام جو شریعت کا حامل ہوتا ہے اور ایک قسم تفسیر اور ہدایت ہوتی ہے یعنی کلام شریعت کی تفسیر اس کے ذریعہ سے کی جاتی ہے اور اس کے سچے معنے بتائے جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو حقیقی راستہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے خواہ وہ اس کلام کے حامل کے ذریعہ سے دنیا کو بتایا گیا ہو اور خواہ وہ اس سے پہلے کسی حامل کلام کے ذریعہ دنیا کو بتلایا گیا ہو۔ اور ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس کی غرض وثوق اور یقین دلانا ہوتی ہے۔ پھر ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس میں اظہار محبت مدنظر ہوتا ہے۔ اور ایک قسم الہام کی یہ ہے کہ اس میں تنبیہہ مدنظر ہوتی ہے اس قسم کا کلام کافروں اور مشرکوں پر بھی نازل ہو جاتا ہے۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ کلام شریعت اس موجودہ دنیا کے لئے قرآن کریم پر ختم ہو گیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ حاملین شریعت کی آخری کڑی محمد رسول اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قرآن کریم کے بعد کوئی شرعی کتاب خدا کی طرف سے نازل نہیں ہو سکتی اور نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی مبعوث ہو سکتا ہے جو کوئی نیا حکم شریعت لائے یا کسی مٹے ہوئے حکم کو نئے طور پر دنیا میں قائم کرے یعنی نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ شریعت میں کوئی زیادتی کرے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ پچھلے کلام کا کوئی حکم جو منسوخ ہو چکا ہو کسی نئے نبی کے ذریعہ سے قائم ہو۔

انبیاء پھر ہم یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً دنیا کی ہدایت کے لئے بعض انسانوں کو جو اس کے کلام کے حامل بننے کی قابلیت رکھتے ہیں اور جو لوگوں کے لئے نمونہ بننے کی طاقت رکھتے ہیں اپنے کلام سے مشرف کر کے دنیا کی ہدایت کے لئے مامور کرتا رہا ہے جو کہ کبھی تو کلام شریعت لے کر دنیا میں آئے ہیں اور کبھی صرف ہدایت ہی لے کر آتے ہیں۔ یعنی ان پر کوئی ایسا کلام نازل نہیں ہوتا جس میں کوئی نیا حکم ہو۔

غیر شرعی نبی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دوسری قسم کے نبی جو شریعت نہیں لاتے اور صرف پہلی شریعت کی تفسیر اور تشریح کرنے کے لئے نازل ہوتے ہیں وہ ایسے زمانہ میں نازل ہوتے ہیں جبکہ اختلافات اور روحانیت سے بُعد، خدا تعالیٰ سے دوری، تقویٰ کی کمی اور نیکی کا فقدان کلام شریعت کے صحیح معنے کرنے کی قابلیت اس وقت کے لوگوں سے مٹا دیتا ہے اور اگر کسی امر میں لوگ معنے دریافت بھی کریں تو اس قدر اختلاف آراء ہو چکا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو یقین اور تسلی نہیں ہو سکتی کہ یہ معنی درست ہیں۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت لوگوں کی نظروں سے بالکل مخفی ہو جاتی ہے، اس کا وجود قصوں اور روایتوں میں محدود ہو جاتا ہے اور اس کے تازہ بتازہ جلوے دنیا میں نہیں آتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا نبی بھیجا جاتا ہے جو کلام الٰہی کی صحیح تفسیر جو اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے لوگوں تک پہنچا دیتا ہے اور تازہ نشانات کے ساتھ خدا تعالیٰ کے جلوے کو ظاہر کرتا ہے جس سے وراثتی ایمان جو درحقیقت ایک کوڑی کے ایمان کے برابر حقیقت نہیں رکھتا یقین اور وثوق کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

انبیاء کا آنا ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اُمت کی اصلاح اور درستی کے لئے ہر موقع پر اللہ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث میں اس زمانہ کی نسبت خصوصیت کے ساتھ یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ اُس وقت جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم گو صفحات کاغذ پر تو موجود ہو گی لیکن لوگوں کے قلوب پر سے مفقود ہو جائے گی۔ اور گویا کہ ایمان اور یقین کے وہ ثریا پر چلی جاوے گی آپ ہی کی اُمت میں سے ایک شخص ایسا ظاہر ہو گا جو پھر قرآن کریم کی حقیقت لوگوں پر ظاہر کرے گا اور ان کے ایمانوں کو تازہ کرے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ ہمارا یہ یقین ہے کہ وہ شخص موعود ظاہر ہو چکا ہے اور اُن کا نام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ ہم رسول کریمؐ کی بتائی ہوئی ہدایت اور آپ سے پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ مسیح موعود تھے جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ عیسائیت کے فتنہ کو پاش پاش کرے گا۔ اور آپ مہدی موعود تھے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اصلاح کرنی ہے اور آپ کرشن اور دوسرے بزرگ جو مختلف اقوام میں آئے ہیں۔ اُن کے مثیل تھے یعنی ناموں کے ذریعے آپ نے ان قوموں کو اسلام کی طرف لانا ہے آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کا کام کرنا ہے اور وہ کر رہا ہے۔

مامور کا ماننا ہمارا یہ یقین ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اُس پر ایمان لانا اور اُس کا ساتھ دینا اور اُس کی جماعت میں داخل ہونا ضروری ہے ورنہ وہ غرض و غایت ہی مفقود ہو جاتی ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور آیا کرتے ہیں اگر خدا تعالیٰ کے مامور کی جماعت میں داخل ہونا ضروری نہ ہو تو جیسا قرآن سے ظاہر ہے کہ نبی کی مخالفت اُس وقت کے بڑے لوگوں کی طرف سے ضروری ہے۔ کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایک غیر ضروری کام کے لئے ساری دنیا کی مخالفت سہیڑے۔ تبھی ایک جماعت اس مقصد کو لے کر کھڑی ہو سکتی ہے کہ وہ اس مامور کی تائید کریگی اور اس کے کام کو دنیا میں پھیلائیگی جبکہ وہ سمجھتی ہو کہ بغیر اس کے ہم خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے۔ پس وہ دنیا کی اشد ترین مخالفت کو جس سے بڑھ کر اور مخالفت نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

دعاء ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

جزاء و سزا ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہر انسان جب مر جاتا ہے اس کے اعمال کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ اس عرصہ میں جس کو قبر کا زمانہ کہتے ہیں مگر جس سے مراد مٹی کی قبر نہیں مگر اس سے مراد وہ خاص مقام ہے جس میں مُردوں کی ارواح رکھی جاتی ہیں اور اس وقت بھی جزاء و سزا ملے گی۔ جب یہ قبر کا زمانہ ختم ہو جائے گا اور حشر کبیر کا زمانہ شروع ہو جائے گا۔

رحمتِ الٰہی ہمارا یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب صفات کے ساتھ اپنا اثر ظاہر کرتی ہے اور اس کی رحمتِ عظیم کے ماتحت آخر ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام کے تمام بنی نوع انسان خواہ وہ کیسی ہی بدی اور بدکاری اور کیسے ہی کفر اور کفر میں شرک یا دہریت میں مبتلا ہوں ان کو اس کی رحمت اپنے اندر سمیٹ لے گی۔ اور بالآخر وہ بات جو انسان کی پیدائش کے وقت خدا نے ان سے کہی پوری ہو جائے گی یعنی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون تمام کے تمام اس کے عبد بنیں گے اور اس کے عبادت گزار ہو جائیں گے ہر شخص اپنے درجے کے مطابق بدلہ پائے گا۔ نہ کسی کی کوئی نیکی ضائع ہو گی اور نہ کسی کی بدی ضائع ہو گی۔ نادان ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ آخر میں جب دوزخ کے سلسلہ کو مٹا دیا جائیگا تو پھر سزا کاہے کی ہوئی۔ دنیا میں روزانہ لوگوں کو سزا ملتی ہے پھر وہ چھوٹ جاتے ہیں مگر وہ سزا ہی کہلاتی ہے۔ دوزخ کی سزا تو اپنے زمانے کی وسعت میں اتنی ہے کہ اس کا خیال کر کے بھی دل کانپ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کریم میں ابد کے لفظ سے ذکر کیا ہے یعنی ہمیشہ۔ گویا اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ وہ ختم نہ ہونے والی ہو گی۔ تو کون شخص ایسا ہے جو اتنی لمبی سزا برداشت کر سکے۔ پھر اس سے زیادہ کیا سزا ہو سکتی ہے کہ ایک خدا تعالیٰ کا نافرمان اُس وقت جبکہ اُس کے بھائی قرب الٰہی کے میدان میں دوڑ رہے ہوں گے اور آناً فاناً روحانیت میں ترقی کر رہے ہوں گے وہ اپنی گناہ آلود روح دوزخ کی آگ میں جلا کر صاف کر رہا ہوگا کسی گھوڑ دوڑ کے سوار سے پوچھو کہ اس کو دوڑتے وقت روک لیا جائے اور بعد میں چھوڑ دیا جائے تو اس کو کتنا صدمہ پہنچتا ہے۔

رویت الٰہی ہمارا یہ یقین اور وثوق ہے کہ انسانی روح ترقی کرتے کرتے ایسے وجود کو حاصل کرلے گی جبکہ اس کی طاقتیں موجودہ طاقتوں کی نسبت اتنی زیادہ [illegible] کہ اسے ایک نیا وجود کہا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ

"قادیان جانا اچھا ہے مگر وہاں اچھے ہو کر رہنا اور بھی اچھا ہے"!

ارشاد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار بدر قادیان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مختصر تحریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برائے اشاعت ارسال خدمت ہے۔ یہ تحریر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان آنے والے احباب میں سے عزیزم محمد ابراہیم صاحب غالب کو ان کی درخواست پر کہ حضور کوئی نصیحت فرمائیں اپنے دست مبارک سے لکھ کر دی۔

لہذا احباب کی آگاہی اور فائدہ کے لئے ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

"قادیان جانا اچھا ہے۔ مگر وہاں اچھے ہو کر رہنا اور بھی اچھا ہے پس اچھے بن کر رہو تا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل جلد سے جلد نازل ہو۔ آمین"

دستخط (حضرت) مرزا محمود احمد (صاحب)

(خلیفۃ المسیح الثانی) ۹ $\frac{5}{48}$

خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہم سب ساکنان دیار مسیح کو اس نصیحت اور ارشاد پر عمل کرنے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

خاکسار

اردین آف شاہدرہ

وہ اسی روح کی نشوونما ہوگی اس لئے اس کا نام یہی ہوگا جو اس کو اب اس دنیا میں حاصل ہے۔ اس وقت روح اس قابل ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے جلوے کو دیکھے اور ایسی رؤیت اس کو حاصل ہو کہ باوجود اس کے کہ وہ حقیقی رؤیت نہ ہوگی مگر پھر بھی اس دنیا کے مقابلہ میں رؤیت اور یہ دنیا اس کے مقابلہ میں حجاب کہلانے کی مستحق ہوگی

نبوت اور کلام کا سلسلہ جاری ہے

پھر ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہودیوں میں نبوت کا سلسلہ مخصوص کیا ہوا ہے۔ اور باوجود قرآن شریف کی متعدد آیات کی موجودگی کے وہ باقی تمام قوموں کو خدا اور اس کے نبیوں سے محروم رکھتے ہیں۔ پھر ہمیں ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ان کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کے کلام کو روک دیا ہے حالانکہ کلام شریعت کے سوا کسی قسم کا کلام رکنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کلام شریعت کے کامل ہو جانے سے کلام ہدایت اور کلام تفسیر کی ضرورت معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی ضرورت اور بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر کلام شریعت آ سکتا ہے تو پھر کسی کیلئے کلام شریعت کے مخفی ہو جانے میں چنداں حرج نہیں۔ لیکن اگر کلام شریعت آنا بند ہو جائے تو اس کی تفسیر کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ ہدایت کی کوئی راہ نہیں رہتی۔ اگر کہا جائے کہ انسان تفسیر کرتے ہیں تو ان کی تفسیروں میں اتنا اختلاف ہوتا ہے کہ ایک ایک تفسیر میں بیسیوں متضاد خیالات بیان کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ کلام الہٰی تو یقین اور وثوق کے لئے آتا ہے امور مذہبی میں بھی اگر شک اور شبہ ہی باقی رہا تو نجات کہاں سے حاصل ہوگی۔

اُمت محمدیہ سے ماموٗر

پھر ہمیں لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت اصلاح کے لئے موسوی سلسلہ کے مسیح کو آسمان سے نازل کیا جائے گا اور ہم کہتے ہیں کہ باہر سے کسی آدمی کے منگوانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک ہوتی ہے جبکہ آپ ہی کے شاگردوں اور آپ ہی سے فیض یافتہ انسان اُمت کی اصلاح کا کام کر سکتے ہیں تو باہر سے کسی آدمی کے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اب کسی ایسے آدمی کے آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دین اور مذہب کامل ہو چکا ہے اب اس قسم کے ماموٗر کی ضرورت نہیں جو اُمت محمدیہ سے نہ ہو۔

ضرورتِ مصلح

پھر ہمیں ان لوگوں سے یہ بھی اختلاف ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں ماموٗر کے آنے کی غرض نفس شریعت کا لانا نہیں ہوتا بلکہ جیسا کہ بتایا گیا ہے کلام الہٰی کی صحیح تفسیر اور یقین اور وثوق کا پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اور اپنے نمونہ سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس کا کام ہوتا ہے شریعت کے حاصل ہو جانے سے یہ ضرورت پوری نہیں ہو جاتی۔ صرف اس صورت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہر قسم کے ماموٗر کی ضرورت باطل ہو سکتی ہے۔ جبکہ اُمت محمدیہ میں کسی قسم کا فساد پیدا نہ ہوتا۔ لیکن ذرا بھی کوئی شخص آنکھ کھول کر دیکھے تو چاروں طرف اس کو فساد ہی فساد نظر آئے گا۔ پھر کیسے تعجب بلکہ حماقت کی بات ہے کہ لوگ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بیماری تو ہوگی لیکن آپ کے بعد کوئی طبیب نہیں ہوگا۔ اگر بیماری ہوگی تو طبیب بھی ضرور ہوگا۔ اگر طبیب نہیں آتا تو بیماری بھی نہیں ہونی چاہئے۔ مگر مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی اور روحانی کمزوری تو اب اندھوں کو بھی نظر آ رہی ہے۔

معارف قرآن کریم

پھر ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں قرآن شریف اپنے معارف اور مطالب ہمیشہ ظاہر کرتا رہتا ہے مگر ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ سب معارف پہلے لوگوں پر ختم ہو گئے اب یہ کلام نعوذ باللہ ایسی ہڈی کی طرح ہے جس سے سارا گوشت نوچ لیا گیا ہو۔ تعجب ہے دنیا کے پردے پر تو نئے علوم نکلیں مگر خدا کے کلام سے کوئی نکتہ نہ نکلے

خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے

پھر ہمارا اختلاف ہے کہ ہم لوگ اس بات پر یقین اور وثوق رکھتے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعائیں سنتا ہے مگر یہ لوگ ان باتوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔

نشانات

پھر ہم لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان غیر اللہ کے ساتھ اپنی قدرت کے نشانات اب بھی ظاہر کرتا ہے جو قرآن شریف میں اس نے بتائی ہیں۔ لیکن ہمارے مخالفین کے دو گروہ ہیں ایک تو وہ ہے جو کہتا ہے کہ اس تعلیم کے زمانہ میں ایسی باتیں مت کرو۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے جو کہتا ہے خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی تبھی ہو سکتی ہے جبکہ وہ اپنے مقررہ کردہ قوانین کو بھی توڑ دے۔ اور اپنی سنت کے خلاف کرے اس لئے وہ ایسی باتیں دنیا میں دیکھنی چاہتے ہیں جن کی نسبت خود خدا فرماتا ہے کہ میں ایسا نہیں کرتا۔ وہ لوگ عالم کہلاتے ہوئے اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ چونکہ خدا قادر ہے اس لئے وہ جھوٹ بول سکتا ہے (نعوذ باللہ) وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ جھوٹ بولنا تو کمزوری کی علامت ہے۔ یہ ان کے نزدیک قدرت کی عجیب دلیل ہے کہ چونکہ وہ کمزور ہے اس لئے وہ قادر نہیں۔

اسلام کی ترقی

اسی طرح ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ یہ لوگ اپنی نادانی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا ہے اور اسلام کو بھلا دیا ہے اور اس لئے ان کو ترقی کرنے کیلئے ایسی کوشش کی ضرورت ہے جس میں شریعت اور دین کی ہدایت کی کوئی پروا نہیں ہونی چاہئے لیکن ہم لوگ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی پہلے اسلام کو قائم کیا اور اب بھی وہی قائم کرے گا اور ہم اس کے وعدوں کی وجہ سے مایوس نہیں۔

بعث مابعد الموت

ہمارا ان لوگوں سے یہ اختلاف ہے کہ ہم بعث مابعد الموت کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس زندگی میں انسان نئی طاقتوں کے ساتھ مبعوث کیا جاتا ہے وہ اسی روح میں سے ایک انسان کے بعض ذرات میں سے نشوونما پا کر اس حالت کو حاصل کرتا ہے لیکن یہی ذرات اور یہی جسم وہاں نہیں ہوتا۔ لیکن ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ ہم اس عقیدہ کی وجہ سے حشر اجساد کے قائل نہیں۔

جنت کی نعمتیں

ہم یقین رکھتے ہیں کہ جنت کی نعمتیں بعینہٖ اسی رنگ میں ظاہر ہونگی جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں لیکن ہم ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہاں کا عالم ہی اور ہے اس لئے جس مادے کی چیزیں یہاں ہیں اس مادے کی چیزیں وہاں نہیں ہونگی۔ مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ اس عقیدہ کی وجہ سے ہم جنت کے منکر ہو گئے۔

دوزخ

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ دوزخ ایک آگ ہے لیکن ہم ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس دنیا کی آگ کی قسم سے نہیں بلکہ وہ اس آگ سے کئی باتوں میں ممتاز ہے وہ اپنی سختی میں اس سے بہت بڑھ کر ہے اور وہ انسان کے قلب کو صاف کر سکتی ہے مگر یہ آگ قلب کو صاف نہیں کرتی ہمارے مخالف کہتے ہیں ہم اس عقیدہ کی وجہ سے دوزخ کے منکر ہو گئے ہیں۔

ابدی عذاب

ہمارا یہ یقین ہے کہ آخر اپنی سزا اٹھا کر بالآخر سب لوگ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو پانے کی قابلیت حاصل کر کے انسان دوزخ میں سے نکالے جا کر جنت داخل کئے جائیں گے اور سب کے سب آخر خدا تعالیٰ کی نعمت کے وارث ہو جائیں گے ہمارے مخالف کہتے ہیں اس کی وجہ سے ہم ابدی عذاب کے منکر ہو گئے ہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ خدا کی رحمت کو چھوڑ کر ہم ان کے ابدی عذاب کو کیا کریں۔

قرآن کریم کی تفسیر

یہ تو اصولی باتیں ہیں جن میں ہمیں دوسرے لوگوں سے اختلاف ہے، قرآن کریم کی آیات کی تفسیر میں انہیں اصول کے ماتحت پھر ایک وسیع خلیج ہمارے اور ان کے درمیان واقع ہو جاتی ہے وہ اپنی تنگ حوصلگی کے ماتحت قرآن کریم کے معنے کرتے ہیں لیکن ہم قرآن کریم کو الہام کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

خطبہ جمعہ

جرم خواہ دانستہ کیا جائے یا نادانستہ وہ جرم ہے چاہے اسکی سزا ملے یا نہ ملے

جس قسم کی ذہنیت کسی گروہ میں ہوتی ہے ویسی ہی ذہنیت اس کے نقال میں بھی ہوتی ہے

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ فروری ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے جمعہ کے بعد مجھے بائیں پیر میں شدید درد نقرس شروع ہو گئی تھی۔ یہ دورہ عام طور پر زیادہ دیر تک رہتا ہے۔ مگر چونکہ الفضل سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی بیرونی جماعتوں نے میرے لئے دعائیں کیں اور صدقات دیئے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

انہی دعاؤں کے نتیجہ میں یہ دورہ جلد ختم ہو گیا اور آج ہی گھٹنہ کی پٹی پہلی دفعہ اتار کر آیا ہوں جس طرح سپاہی پٹیاں باندھتے ہیں اسی طرح یہ پٹی گھٹنے پر چڑھانے کے لئے بنی ہوئی ہوتی ہے۔ مگر ہوتی سی ہوئی ہے۔ یہ پٹی اگر چڑھا لیا جائے تو ٹانگ ادھر ادھر حرکت مشکل سے کر سکتی ہے اور نماز بھی ٹانگ سیدھی رکھ کر پڑھنی پڑتی ہے۔ آج مجھے اس حد تک افاقہ ہو چکا ہے کہ میں نے وہ پٹی اتار دی ہے۔

مجھے آج افسوس کے ساتھ ایک ایسے امر کے متعلق کچھ کہنا پڑا ہے جو پرسوں یہاں واقع ہوا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

کچھ نوجوانوں نے جن میں میں بھی شامل تھا ایک مشاعرہ کیا اس میں جتنی نظمیں پڑھی گئیں وہ سب سلسلہ کے متعلق ہی تھیں اور اسلام کی ہی تائید میں سارے شعر کہے گئے تھے۔ مگر پھر بھی اس وقت کی صدر انجمن احمدیہ نے یا اس کے بعض کارکنوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کے خلاف رپورٹ کی۔ اور آپ نے آئندہ کے لئے مشاعرہ بند کر دیا۔ میری عمر اس وقت چھوٹی تھی۔ اور اپنی عمر اور دلچسپی کے جوشوں کے لحاظ سے یہ فعل ان ممبران کا مجھے بھی برا لگا اور دوسرے لوگوں کو بھی جو اس کام میں شامل تھے برا لگا لیکن باوجود ہماری کوشش کے وہ قید اٹھائی نہ گئی۔ اور قادیان میں اس کے بعد کوئی مشاعرہ نہیں ہوا۔ پھر نہ معلوم کس بنا پر نظارت امور عامہ نے اس سال یہاں

مشاعرہ کی اجازت

دے دی اور واقعات نے بتایا کہ جس قسم کی ذہنیت کسی گروہ میں ہوتی ہے اس کے نقال میں بھی ویسی ہی ذہنیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک اچھا بھلا ہنستا کھیلتا اور خوش خوش انسان جب مصنوعی طور پر رونے لگتا ہے تو وہ ویسی ہی حرکتیں کرتا ہے جو ایک رونے والا کرتا ہے۔ ایک سمجھدار انسان جب بچہ کی نقل اتارتا ہے تو وہ ویسی ہی حرکتیں کرتا ہے جیسے ایک بچہ کرتا ہے اسی طرح ان مشاعروں کے ساتھ بعض باتیں ایسی لگی ہوئی ہیں کہ جب کوئی شخص ان میں حصہ لیتا ہے تو وہ اسی قسم کی باتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ اس کا مذہب کیا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ اس کا طریق کیا ہے بلکہ بعض دفعہ وہ خود اپنے آپ کو بھلانا چاہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ احمدی نہیں یا وہ مسلمان نہیں۔ تاکہ مذہب اسے اس قسم کی حرکات کرنے سے روکے نہیں۔ چنانچہ پرسوں شعراء دوستوں کی مجلس میں گرا ہوا مذاق اور بھانڈپن کیا گیا۔ اور وہ ساری باتیں جو بھانڈ اور میراثی کرتے ہیں پیٹ بھر کے کی گئیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسا کرنے والے تو چند ہی ہوں گے۔ ساری مجلس کے متعلق تو یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ سب کی سب بھانڈ بن گئی ہو لیکن دوسرے لوگوں کی ذہنیت اتنی فرو ریدہ ہو چکی تھی کہ انہوں نے ایسی باتیں کرنے دیں۔ خدا تعالیٰ نے صاف نسخہ بیان کیا ہوا ہے قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب کوئی مجلس دقار

انسانیت اور شرافت کے خلاف

ہو تو اس میں بیٹھا نہ جائے۔ اور یہ ایسا نسخہ ہے جس میں پارٹی لیڈر یا جتھے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسی مجلس میں بیٹھا ہے جو شرافت وقار اور اخلاق کے خلاف ہو تو وہ وہاں سے چل دے یہی خیال پھر دوسرے کے دل میں آئے گا تو وہ بھی وہاں سے چل دے گا۔ یہی خیال تیسرے کے دل میں آئے گا تو وہ بھی وہاں سے چل دے گا یہی خیال چوتھے کے دل میں آئے گا۔ تو وہ بھی وہاں سے چل دے گا۔ اور اگر اس مجلس میں کثرت شریفوں کی ہوگی۔ تو

شرارت کرنے والے

ان سے معافی مانگیں گے اور ایسی حرکات سے پرہیز کریں گے پس پرسوں پہلی غلطی امور عامہ نے کی کہ جس چیز کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منع فرمایا تھا۔ نظارت ہذا نے اس کی اجازت دیدی۔ دوسری غلطی خدام الاحمدیہ نے کی کہ باوجود اس حکم کے کہ ایسے مواقع پر وہ آپ ہی آپ انتظام ہاتھ میں لے لیں۔ انہوں نے انتظام ہاتھ میں نہ لیا۔ تیسری غلطی سننے والوں نے کی کہ اگر مشاعرہ میں بعض لوگوں نے بیہودہ حرکات کی تھیں تو وہ وہاں سے اٹھ کر کیوں نہ آگئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آریوں نے ایک جلسہ کیا۔ اس میں انہوں نے شرارتاً ایسی طرز اختیار کی جس سے معلوم ہو کہ ان کی نیت نیک ہے اور وہ

انصاف اور امن کے ساتھ

کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ظاہر یہ کیا کہ وہ امن صلح اور آشتی کے ساتھ جلسہ کریں گے۔ تمام مذاہب اپنی اپنی خوبیاں بیان کریں گے اور کسی دوسرے پر حملہ نہیں کریں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بعض احمدیوں کی معرفت اس جلسہ میں تقریر کرنے کی دعوت دی گئی۔ درحقیقت یہ دعوت لاہور کے بعض احمدیوں کو تھی۔ اور انہوں نے آگے اس دعوت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچا دیا اور آپ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ یہ نہایت اعلیٰ موقعہ ہے اگر اس جلسہ میں آپ کی تقریر ہو جائے۔ تو جس طرح جلسہ مذاہب میں ہماری کامیابی ہوئی۔ اور اسلام کا بول بالا ہوگا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے تو انکار کیا اور فرمایا کہ ہم ان لوگوں کی شرارت سے واقف ہیں۔ ہمارا پرانا تجربہ ہے کہ وہ ضرور شرارت کریں گے لیکن انہوں نے کہا نہیں یہ لوگ پچھتا رہے ہیں۔ اور آپکا طریق انہوں نے پسند کیا ہے کہ صرف اپنی اپنی خوبیاں بیان کی جائیں اور کسی دوسرے پر حملہ نہ کیا جائے۔ آخر آپ نے تقریر تیار کی۔ پھر سوال پیدا ہوا کہ یہ تقریر کون پڑھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہو چکے تھے۔ ان کی پڑھنے کی نرالی شان تھی آپ نے دوستوں کو بلا کر مشورہ کیا کہ جلسہ میں تقریر کون پڑھے۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے کہا میں پڑھوں گا۔ آپ نے کہا اچھا تقریر پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے شروع کی ہی چند فقرے اتنے زور سے کہے کہ ان کا گلا بیٹھ گیا اور پھٹی ہوئی نے کی طرح آواز نکلنے لگی۔ آپ نے فرمایا آپ تقریر نہیں پڑھ سکتے۔ اسی طرح ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پڑھا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول نے پڑھا (پڑھنے کی ترتیب مجھے یاد نہیں) اگرچہ میں مجلس میں موجود تھا لیکن مجھے یاد نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دونوں میں سے کس کو مقرر کیا۔ غالباً حضرت خلیفۃ المسیح اول کو تقریر پڑھنے کا حکم ملا۔ اور اگر وہ نباہ نہ سکیں تو

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

کو ان کی جگہ پڑھنے کا حکم ملا یا اس کے الٹ تھا۔ یہ مجھے یاد نہیں الحمدی لوگ بڑے شوق سے اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ مجھے یاد ہے میں نے بڑے اصرار کے ساتھ اس جلسہ میں جانے کی اجازت لی اور چونکہ یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ جلسہ شرافت، انسانیت اور صلح پسندی سے ہوگا۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک جانتا تھا کہ فتح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی ہوگی۔ اور آپ کی تقریر ہی کامیاب ہوگی کیونکہ جہاں شرافت ہو اور انسانیت اور صلح پسندی سے کام لیا جائے۔ وہاں فتح ہماری ہی ہوتی ہے۔ ہم اس جلسہ میں اس طرح گئے جس طرح کہ ہر شخص اس یقین کے ساتھ کہ وہ جیت جائے گا پہلے ہی ہار پہن کر نکلتا ہے تقریر شروع ہوئی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اول یا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو تقریر پڑھ رہے تھے ان کا گلا شروع میں ہی بیٹھ گیا اور دوسرے نے تقریر پڑھنا شروع کی۔ ایک تو اس رنگ میں خرابی پیدا ہو گئی۔ دوسرے انہوں نے لوگ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ اس مجلس کا جو نتیجہ نکلے گا وہ

دوسرے مذہب والوں کے خلاف

ہو۔ اور آریوں کے موافق ہو۔ جگہ بھی انہی کی تھی۔ ایک مندر تھا جس میں یہ جلسہ ہو رہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر کے بعد ایک آریہ کی تقریر شروع ہوئی۔ یہ تقریر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر کے ساتھ ہی رکھی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ آپ کی تقریر کی وجہ سے مسلمان جلسہ میں زیادہ تعداد میں آ چکے ہیں۔ اس تقریر میں اسلام کے خلاف

نہایت بیہودہ اعتراضات

کئے گئے جو چشمہ معرفت میں چھپ چکے ہیں جس وقت انہوں نے گالیاں دینی شروع کیں۔ میری عمر چھوٹی تھی مجھے خیال آیا کہ اس مجلس میں بیٹھنا نہیں چاہیئے۔ چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اکبر خان نجیب آبادی میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اب فوت ہو چکے ہیں۔ بعد میں وہ پٹھان ہو گئے تھے۔ جب میں اٹھنے لگا۔ تو وہ کہنے لگے کیوں کہاں چلے ہو۔ وہ

نہایت جوشیلی طبیعت

کے مالک تھے۔ میں سمجھتا تھا کہ ان کی رائے ان معاملہ میں زیادہ صحیح ہوگی۔ انہوں نے کہا تم کیوں چلے ہو۔ میں نے کہا یہ لوگ بکواس کر رہے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ یہاں بیٹھ کر ایسی بیہودہ باتیں سنوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ جائیں نہیں اس کا برا اثر ہوگا۔ یہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کم حوصلہ ہیں۔ ہم لوگوں نے ان کی باتیں سنی ہیں لیکن یہ ہماری باتیں نہیں سن سکتے۔ پھر حضرت مولوی صاحبؓ (جو ابھی خلیفہ نہیں ہوئے تھے) ابھی بیٹھے تھے اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو وہ کیوں نہ اٹھتے۔ مجھے خیال نے دھوکا دیا اور میں پھر بیٹھ گیا۔ حالانکہ یہ ایسی بات نہیں تھی کہ میں اس میں مولوی صاحبؓ کی نقل کرتا۔ قرآن کریم کہتا ہے تم ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے آؤ جس میں بیہودہ باتیں ہو رہی ہوں اگر میں اس مجلس سے اٹھ کر چلا آتا تو یہ میری زندگی کا نہایت قیمتی واقعہ ہوتا۔ لیکن چونکہ مجھے اکبر خان صاحب نجیب آبادی نے حسن ظن تھا (باقی ملاحظہ ہو صفحہ ۸)

کہ ان معاملات میں میرے [illegible] دھکا
لگ گیا۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی اس مجلس میں
بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سمجھا کہ شاید آپ نے اسے ناپسند
نہ کیا ہو۔ اس لئے میں بھی بیٹھا رہا جب ہم واپس آئے اور
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی تقریر کا حال معلوم ہوا تو
آپ بہت خفا ہوئے۔ جن دوستوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو اس وقت دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ آپ کس قدر خفا
ہوئے۔ اور کس طرح آپ نے برخفگی ... کی کہ جلسہ میں
اتنے احمدی بیٹھے تھے کیا ان میں سے ایک بھی غیرت مند کھڑا
نہ ہوا۔ جو کہتا میں اس مجلس میں نہیں بیٹھتا۔

اسلام کے متعلق بیہودہ باتیں

کی گئیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو متواتر گالیاں دی گئیں
مگر تم سب وہاں بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا حضور اس خیال
سے کہ ان پر برا اثر نہ پڑے ہم وہاں بیٹھے رہے۔ آپ نے فرمایا
اس کا نام بے غیرتی ہے۔ میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ موقعہ
میرے لئے کتنا قیمتی تھا اور کتنی خوبی کی بات ہوتی اگر میں
اس مجلس سے اٹھ کر چلا آتا۔ اگر میں اس مجلس سے اٹھ کر آجاتا
تو آج میری کتنی عزت ہوتی۔ لیکن میں نے اپنے ایک دوست
پر حسن ظنی کرکے اور اپنے استاد کو وہاں بیٹھا ہوا دیکھ
کر سمجھ لیا کہ شاید انہوں نے مجلس سے اٹھنا پسند نہ کیا ہو
اور اس طرح یہ قیمتی موقعہ ضائع کر دیا۔ غیر مولوی محمد علی صاحب
اس جلسہ میں نہیں گئے تھے۔ ان کی یہ عادت تھی کہ حضرت مسیح
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقریر فرماتے تھے۔ تو وہ بھی
درمیان میں بولتے جاتے تھے لیکن یہ عادت بھی بعض دفعہ
خوبی بن جاتی ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
تقریر کرتے ہوئے ذرا آگے گئے تو مولوی صاحب نے کہا کہ حضور
دھول ہو گیا دھول ہو گیا۔ پھر جب آگے گئے تو کہا الانسان
مرکب من الخطاء والنسیان حضور غلطی ہو گئی۔ آخر حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غصہ کم ہو گیا۔ لیکن یہ

بڑی سخت غلطی

تھی۔ اور آپ اس پر تین دن کے قریب ناراض رہے لیکن وہ
تو غیروں کی مجلس تھی۔ مگر ہم وہاں سے اٹھ کر آجاتے۔ تو لوگ
سمجھتے ان کے اندر حوصلہ کم ہے۔ یہ کم ہمت لوگ ہیں۔ ہم ان
کے خیالات سنتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ہماری تقریر نہیں سنی۔
چاہے ہماری تقریر میں ان کے خلاف کچھ نہیں کہا گیا تھا لیکن
ان کی تقریر میں اسلام کے خلاف بیہودہ گوئی کی گئی تھی۔ اور
رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دی گئی تھیں لیکن پھر
بھی دشمن کو اعتراض کرنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔ لیکن اگر تم اس جلسہ
سے اٹھ کر چلے جاتے تو کیا لوگ یہ کہتے کہ تمہارے اندر حوصلہ نہیں
[illegible] تقریر سننے کی برداشت نہیں کر سکتے۔ تم اگر اس مجلس سے
اٹھ کر چلے جاتے تو ہر ایک شخص یہ کہتا کہ یہ کتنی شریف جماعت ہے کہ
یہ مجلس [illegible] خوشی [illegible] تھی۔ کہ خدا تعالیٰ نے کی

ایک عظیم الشان پیشگوئی

پوری ہوئی یہ مجلس جس لئے منعقد کی گئی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ کی
ظاہر ہوا۔ لیکن جس طرح تم نے سمجھا۔ اگر نا قدری اس دن
خدا تعالیٰ کا [illegible] تا تو کیا ایک بادشاہ کو بھی خدا تعالیٰ کے
سامنے منہ ڈوم بننے کی جرأت ہو سکتی تھی۔ تمہارا تو کوئی

حیثیت ہی نہیں [illegible] اگر ساری دنیا کا بھی بادشاہ
ہوتا تو اسے خدا تعالیٰ کے سامنے ڈوم بننے کی جرأت
نہ ہو سکتی۔ بلکہ اس کا پاخانہ اور پیشاب خطا ہو جاتا۔
معلوم ہوتا ہے کہ یہ

محض ایک دھوکہ بازی

تھی۔ کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی
پوری ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ ہمیں نظر آیا ہے اس
لئے ہم یہ خوشی منا رہے ہیں۔ اگر تمہیں خدا تعالیٰ نظر آیا
تو تم پر خشیت طاری ہو جاتی۔ لیکن تم تو ناچنے اور گانے میں
لگ گئے۔ اور غیر مہذب لوگوں والی حرکتیں کرنے لگ گئے اس خوشی
کا فائدہ کیا ہوا۔ اگر تم ایسے دس جلسے بھی روزانہ کرو۔ تو
یہ امر میرے لئے خوشی کا موجب نہیں ہوگا۔ میرے لئے یہ جلسے

عزت کا باعث نہیں

ہوں گے۔ بلکہ جتنے جلسے کرو گے۔ میری بدنامی ہوگی۔ میرے
لئے یہ جلسے ایک داغ ہو گئے اور تم جتنی میری تعریف کرو گے
میری گردن نیچی ہوگی۔ فرض کرو ایک بدکار فاحشہ فاسقہ
اور کنجنی کسی شریف گھرانے کی عورت کو کہتی ہے کہ تم بڑی شریف
ہو۔ تو کیا یہ بات اس کے لئے عزت کا موجب ہوگی؟
سارے لوگ یہی کہیں گے کہ یہ بھی بدکار عورت ہے اسی لئے
تو ایک بدکار اور فاسقہ فاجرہ عورت اس کی تعریف
کرتی ہے۔ پس تمہارا جلسہ میرے لئے عزت کا موجب نہیں تھا
بلکہ تمہارا اختلاف اور تمہارا اجتماع میرے لئے تحقیر کا
موجب تھا۔ خدا تعالیٰ نے تم پر توجہ نہیں [illegible] وہ عرش
پر بیٹھا ہوا کیا کہتا ہوگا۔ کہ میں نے ان کے لئے کتنا بڑا
نشان دکھایا ہے میں نے ایسے زمانہ میں پیشگوئی کی کہ جب
کوئی شخص امید نہیں کر سکتا تھا کہ بچہ پیدا ہوگا۔ میں نے وہ
بچہ پیدا کیا۔ اسے زندہ رکھا۔ اسے

جماعت کا لیڈر

بنایا۔ اور پھر اس سے کام لیا۔ لیکن ان لوگوں نے بجائے خوش
ہونے کے تمسخر کیا اور میراثیوں اور ڈوموں والی حرکات
کیں۔ خدا تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا کتنا افسوس کرتا ہوگا
کہ تم نے اس کے نشان کی قدر نہ کی۔ اس مجلس میں باپ بھی
بیٹھے ہوں گے۔ لیکن انہوں نے اپنے بچوں کو ان حرکات
سے منع نہ کیا۔ اس مجلس میں بھائی بھی بیٹھے ہوں گے لیکن تعجب
ہے کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ اس کا بھائی ڈوموں اور میراثیوں
والی حرکات کر رہا ہے۔ میں اسے منع کروں کسی افسر کو یہ خیال
نہ آیا کہ وہ اس قسم کی حرکات کرنے والوں کو روکے جبرًا

جلسہ کی کامیابی

ان کے ذہن میں تھی۔ خواہ شرافت کا جنازہ نکل جائے
پس میرے لئے یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگوں
نے اس قسم کی بری حرکت کی۔ پھر مجھے افسوس ہے کہ اکثریت
نے یہ نظارہ دیکھا۔ لیکن اسے برا نہ منایا۔ تم اس چیز کو
دعوت و [illegible] سمجھتے تھے۔ لیکن تھی وہ بے غیرتی۔ میں
نیتوں پر حملہ نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سمجھتے تھے کہ
یہ عید ہے۔ بچے خوش ہو رہے ہیں لیکن انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ
پیشگوئی پورا ہونے کا دن عید نہیں کہلا سکتا۔ انہوں نے
اپنے کسی بزرگ کی ولادت پر کیوں نہ خوشی منائی۔ کیا

کے

تمسخر اڑانے کے لئے

خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی رہ گئی تھی۔ اگر تمسخر ہی اڑانا تھا
تو سکھوں کو کہہ دیتا۔ اس دن میرا دادا پیدا ہوا تھا۔ اسلئے
آج ہم جگت بازیاں کریں گے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ان پر
اعتراض نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے ساتھ
ایسا کیوں کیا گیا۔ ہم جانتے ہیں کہ انسان کمزور ہے۔ اور
بعض لوگ ثقہ نہیں ہوتے۔ لیکن ان باتوں کو ایسی جگہ
منسوب کیا جائے۔ جو ان کے مناسب حال نہ ہو
[illegible] بات کہ میں جانتا ہوں کہ بعض احمدی ایسے جلسوں
پر جاتے ہیں۔ میں اسے برا نہیں مناتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں
کہ جہاں کی مٹی تھی وہیں لگ رہی ہے۔ لیکن اگر وہی بات
ہماری مسجد اور

ہمارے جلسہ میں

کی جائے تو یہ بات ہمیں بری لگے گی کیونکہ پہلے تو ہم خیال
کرتے تھے۔ کہ یہ لوگ کمزور ہیں۔ ہم انہیں سمجھائیں گے۔
اور ان کی اصلاح ہو جائے گی۔ اس لئے ان کی کمزوری
ہم برداشت کر لیتے تھے۔ لیکن دوسری صورت میں ہم یہ
سمجھیں گے۔ کہ یہ لوگ اتنے بے باک ہو گئے ہیں کہ خدا
تعالیٰ پر بھی حملہ کرنے لگ گئے ہیں۔ اور دونوں باتوں
میں بڑا بھاری فرق ہے۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ فلاں کمزور ہے
تو ہم کہیں گے۔ خدا تعالیٰ اس پر فضل کرے۔ رحم کرے۔
لیکن دوسری صورت میں ہم کہیں گے۔ خدا تعالیٰ اس کا
بیڑا غرق کرے۔ اور اسے تباہ کر دے۔ ایک صورت
میں وہ ہمیں کمزور نظر آتے تھے اس لئے ہمیں ان سے
ہمدردی تھی۔ لیکن دوسری صورت میں وہ علانیہ [illegible] کر

خدا تعالیٰ پر حملہ

کر رہے ہیں۔ اس لئے سیدھی بات ہے کہ ہم کیوں
نہیں کہیں گے۔ کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔ بہرحال
پرسوں بڑی سخت غلطی ہوئی ہے اور سب لوگ جو اس مجلس
میں شامل ہوئے۔ مجرم ہیں۔ خواہ انہوں نے دانستہ طور پر
یہ جرم نہ کیا ہو۔ کیونکہ جرم کے لئے یہ شرط نہیں ہوتی
کہ آیا جرم کرنے والا یہ جانتا تھا کہ یہ جرم ہے یا نہیں۔
جرم خواہ دانستہ کیا جائے یا غیر دانستہ۔ وہ جرم ہے۔
چاہے اس کی سزا ملے یا نہ ملے۔ اگر سڑک کی غلط جانب
پر کوئی شخص جا رہا ہو۔ تو چاہے وہ قانون سے واقف
ہو یا نہ ہو۔ پولیس اسے روک دے گی۔ ہاں اگر
مجسٹریٹ یہ سمجھتا ہو کہ وہ باہر سے آیا ہے۔ اسلئے
ملکی قانون سے واقف نہیں۔ تو وہ اسے چھوڑ دیگا
یا برائے نام سزا دیدے گا۔ مثلاً وہ ایک روپیہ جرمانہ
میں [illegible] یا چار آنے جرمانہ کر دے لیکن مجرم بہرحال
مجرم ہے۔ پس جن لوگوں کو پتہ تھا کہ اس قسم کی حرکات
کرنا جرم ہے وہ تو مجرم ہیں ہی لیکن جنہیں پتہ نہیں تھا
وہ بھی مجرم ہیں۔ ہاں وہ اس ملامت اور گرفت کے مستحق
نہیں جس ملامت اور سزا اور گرفت کے دوسرے لوگ
مستحق ہیں۔ ہماری اس قسم کی مجالس تمسخر کے لئے نہیں
ہوتیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمسخر اور مذاق کرنا ناجائز

نہیں۔ اپنے موقعہ پر

تمسخر اور مذاق

کرنا جائز ہے۔ ہم بھی تمسخر اور مذاق کرتے ہیں۔ لیکن
اپنے بچوں سے کرتے ہیں۔ بیویوں سے کرتے ہیں خدا
تعالیٰ سے نہیں کرتے۔ تم بھی تمسخر کرو۔ مذاق کرو۔
لیکن خدا تعالیٰ سے تمسخر اور مذاق نہ کرو۔ ہم یہ نہیں
کہتے۔ کہ تم ہمیشہ روتے رہو۔ تم ہنسو بھی۔ کھیلو بھی لیکن
وقار کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ پیشگوئی میں جس قسم کے الفاظ
ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر اس دن ہاکی کھیلی جائے۔
فٹ بال کے میچ کھیلے جائیں تو جائز ہوں گے لیکن خوشی
منانے اور تمسخر کرنے میں بھاری فرق ہے۔ ہندو لوگوں
میں دیوالی میں رنگ پھینکنا خوشی کی بات ہے چاہے وہ
حماقت ہو۔ باپ بیٹے پر رنگ پھینکتا ہے اور بیٹا باپ
پر رنگ پھینکتا ہے۔ لیکن اسے کوئی برا نہیں مناتا اگر
اس روز کوئی کسی پر رنگ پھینکے تو سارے لوگ یہ کہیں
گے کہ فلاں نے خوشی منائی ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرے
پر پیشاب پھینک دے۔ تو چونکہ اس کا ہندوؤں میں
رواج نہیں اور نہ ان کے مذہب میں یہ بات داخل ہے
اس لئے وہ اسے برا منائیں گے۔ اور اسے خوشی نہیں
کہیں گے۔ اسلام اس بات کا قائل نہیں۔ کہ مومن ہمیشہ
روتا رہے۔ ہنسی اور مذاق کرنا جائز ہے۔ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی مذاق کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مذاق کر لیتے تھے۔ ہم بھی مذاق
کر لیتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم مذاق نہیں کرتے۔ ہم سو
دفعہ مذاق کرتے ہیں۔ لیکن اپنے بچوں سے کرتے ہیں
اپنی بیویوں سے کرتے ہیں۔ لیکن اس طرح نہیں کہ
اس میں کسی کی

تحقیر کا رنگ

ہو۔ اگر منہ سے ایک کلمہ نکل جائے جس میں تحقیر کا رنگ
پایا جاتا ہو۔ تو ہم استغفار کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ
ہم سے غلطی ہوئی۔ پس پرسوں جو کچھ ہوا میں اسے
اس لحاظ سے برا نہیں مناتا۔ کہ ہنسنا کھیلنا جائز نہیں
تم بے شک ہنسو اور کھیلو۔ لیکن بازی بازی باریش
بابا ہم بازی۔ کھیل کھیل ہے تو ٹھیک ہے لیکن
اگر باپ کی داڑھی سے بھی کھیلا جائے۔ تو یہ جائز
نہیں۔ خدا تعالیٰ کا مقام خدا تعالیٰ کو دو۔
فٹ بال کا مقام فٹ بال کو دو۔ مشاعرے کا مقام
مشاعرے کو دو۔ اور پیشگوئی کا مقام پیشگوئی کو
دو۔ اگر تمہیں کھیل اور تمسخر کا شوق ہو تو لاہور جاؤ
اور مشاعروں میں جا کر شامل ہو جاؤ۔ اگر تم لاہور جا کر
ایسا کرو گے۔ تو لوگ کہیں گے۔ لاہور والوں نے
ایسا کیا۔ یہ نہیں کہیں گے کہ احمدیوں نے ایسا کیا لیکن
یہاں اس کا دسواں حصہ بھی کرو گے۔ تو لوگ کہیں گے
کہ احمدیوں نے ایسا کیا ہے۔ پس میں تمہیں ہنسی سے
نہیں روکتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہنسی میں اس
حد تک نہ بڑھو۔ جس میں حماقت کی بو آنے لگے
ہو۔ *

سکھوں اور مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات

(از مکرم گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ملک اور قوم کی ترقی کے لئے ملک کے اندر رہنے والی جملہ اقوام اور اہلِ مذاہب میں باہمی اتحاد و یگانگت اور محبت و پریم کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر یہ نعمت ہمارے ملک کو اس سے پہلے حاصل ہو جاتی تو نہ ہمارا ملک تقسیم ہوتا اور نہ ہی تقسیم کے بعد فسادات اور خونریزی ہوتی جو آج ہماری ترقی اور بلندی کو بہت پیچھے ڈالنے کا باعث بنی ہوئی ہے۔ احمدیہ جماعت اپنی ابتداء سے ہی فتنہ و فساد کو دور کرنے اور مختلف قوموں میں باہم محبت و پیار اور صلح و آشتی کی رَو چلانے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔ اور اس غرض کے لئے اس کا ایک اہم اور زرّیں اصول یہ ہے کہ تمام اہلِ مذاہب دوسروں کے پیشوایان کی عزت و تکریم کریں۔ مندرجہ ذیل مضمون میں صرف مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان خوشگوار تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہندو مسلم اور دوسرے اہلِ مذاہب کے باہمی اتحاد و یگانگت پر بھی انشاء اللہ آئندہ مضامین پیش کئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

بابا نانک صاحبؒ اور رائے بولار

۱۔ سب سے پہلے گورو بابا نانکؒ کی زندگی کے حالات پڑھیں تو ان میں ایک مسلمان رئیس رائے بولار کا ذکر ملتا ہے۔ یہ علاقہ تلونڈی کے حاکم تھے۔ بابا نانک صاحب کے والد بزرگوار جناب کالو چند صاحب آپ کے ملازم تھے۔ رائے بولار کالو چند پر بہت مہربان تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کالو چند نے بابا صاحب کو کچھ رقم دے کر روانہ کیا کہ اس روپیہ کی نفع مند تجارت کرو۔ آپ روپیہ لے کر تجارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب چوہڑکانہ کے جنگل میں پہنچے، تو ایک بھوکے فقیروں کا گروہ ملا۔ آپ نے یہ جان کر کہ اس سے زیادہ فائدہ مند اور کونسی تجارت ہو سکتی ہے کہ ان بھوکے فقیروں کو کھانا کھلایا جائے، وہ تمام روپیہ خرچ کر کے بھوکے فقیروں کو کھانا کھلا دیا۔ واپس گھر لوٹنے پر والد صاحب کو واقعہ سنایا تو وہ بہت ناراض ہوئے اور بابا صاحب کو بہت سخت سست کہا۔ اور پیٹا بھی جب رائے بولار کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اسی وقت کالو چند کے گھر آ کر حال دریافت کیا۔ بابا صاحب نے کہا کہ والد صاحب نے حکم دیا تھا کہ اس رقم کا نفع بخش سودا کرنا۔ میں نے نفع مند سودا کیا ہے۔ یہ سُن کر رائے بولار نے کالو چند سے کہا، مہتہ جی! میں نے پہلے بھی آپ کو کہا ہے کہ اس بچہ سے ہرگز کوئی سخت کلامی نہ کرنا۔ اور جو نقصان یہ لڑکا کرے مجھ سے وصول کر لیا کرو۔ نیز تاکید کی کہ جس قدر تمہارا روپیہ خرچ کیا کرے تم میرے خزانہ سے لے جایا کرو۔ مگر اس کو سخت نہ بولنا۔ (تواریخ گورو خالصہ مصنفہ گیان سنگھ صفحہ ۴۴ و تواریخ گورو خالصہ مصنفہ سردار سندر سنگھ پروفیسر گوجرانوالہ)

۲۔ بھائی سنتوکھ سنگھ صاحب اپنی کتاب نانک پرکاش صفحہ ۹۳ نمبر ۱ میں بابا نانک صاحب کی شادی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

کالو گیہو تب رائے پہ ساری اس تعظیم کہانی نانک دا میں تمہارے کو بیاہنے سلطان پور شانی آئیں جیں کو بیو ہیں رائے جی دیو بجھائے کے بات بیانی

یعنی گورو نانک صاحب کے والد کالو جی رائے بولار کے پاس گئے۔ بہت تعظیم کے بعد عرض کی کہ آپ کے داس نانک کو بیاہنے کے لئے میں نے سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں جانے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ سے اجازت لینے کی غرض سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ رائے بولار نے جواب دیا:۔

شو متا کھوئے ادھار تا دھار کرو جب بیاہ سو کیرت کارن
مجھے نجیت تے چاہے سولے دہو کار تھ آد دھن بھارن
لینے تر تم بھو کھن سنجیب سندر زین جیت جیب چھائی
سندن آڈ سلے خیمہ ساج کے تمبو قنات لئے سرائی
کالو نہ لیوے دھن ہاتھ میں بھویت دیت بہیو ہر آئی
(نانک پرکاش ادھیائے ۲۱ صفحہ ۹۲ و ۹۲ نمبر ۱۷)

ترجمہ: اے کالو! اچھی طرح شان و شوکت سے شادی کرو۔ میرے گھر میں سے جو کچھ چاہو لے لو۔ اور روپیہ بھی جتنا ضرورت ہو لے لو۔ تب انہوں نے پالکی، رتھ، گھوڑے مع ساز و سامان، خوبصورت زینوں کے گدے، خیمے، قناتیں اور دیگر اچھے سامان سب لے لئے۔ اور رائے بولار نے بہت سا روپیہ زبردستی کالو جی کو دیا۔

۳۔ ننکانہ صاحب گوردوارہ جنم استھان کے ساتھ رائے بولار نے جاگیر لگا دی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اس دربار کے ساتھ ۷۴۲ مربعہ زمین اور ۹۸۹۲ روپے سوا پندرہ آنے کی جاگیر ہے۔ ننکانہ صاحب سارا ہی گوردوارے کی ملکیت ہے۔ رائے بولار نے سارا رقبہ ہی گوردوارے کی نذر کر دیا تھا۔" (گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۱)

۴۔ گوردوارہ بال لیلا کے ساتھ بھی رائے بولار نے جاگیر لگا دی لکھا ہے:۔

"اس جگہ گورو نانک صاحب چھوٹی عمر میں کھیلتے رہے ہیں۔ بڑا بھاری تالاب ہے۔ اس گوردوارہ کو گورو ارجن صاحب نے سب سے پہلے بنانا شروع کیا۔ دربار صاحب اونچا اور خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اکالی سکھ سیوا کرتے ہیں۔ ۱۲۰ مربعہ زمین اور ۱۳۰ روپے سالانہ جاگیر رائے بولار کی طرف سے لگی ہوئی ہے۔" (گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۷)

۵۔ اسی طرح گوردوارہ مال جی صاحب کے نام بھی رائے بولار نے جاگیر لگائی۔ لکھا ہے:۔

"اس جگہ گورو نانک صاحب گائیں اور بھینسیں چرایا کرتے تھے۔ گوردوارہ بہت خوبصورت بنا ہوا ہے۔ اکالی سکھ قابض ہیں۔ ۱۰۰ مربعہ زمین اور مبلغ ۵۰ روپے سالانہ جاگیر رائے بولار کے وقت سے لگی ہوئی ہے۔" (گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۸)

۶۔ گوردوارہ کیارہ صاحب کو بھی رائے بولار کی طرف سے جاگیر عطا کی گئی۔ لکھا ہے:۔

"یہ گوردوارہ ننکانہ صاحب کے پورب کے حصہ میں ہے۔ اس جگہ گورو نانک صاحب کی بھینسوں نے ایک زمیندار کا کھیت چر لیا تھا۔ اس گوردوارہ کے نام ۴۵ مربعہ زمین رائے بولار کے وقت سے لگی ہوئی ہے۔" (گوردھام دیدار صفحہ ۱۲۸)

۷۔ رائے بولار نے بابا نانک صاحب کے لئے ایک بہت بڑا پختہ تالاب بھی بنوایا تھا۔ بابا نہال سنگھ صاحب بھلہ لکھتے ہیں:۔

"جب گورو نانک صاحب تلونڈی سے چلنے لگے تو رائے بولار نے آپ کو ٹھہرانے کی کوشش کی۔ گورو صاحب اس رات وہیں ٹھہرے اور باہر اشنان کیا۔ تو زبان مبارک سے فرمایا کہ یہاں تالاب نہیں ہے۔ یہ سُن کر رائے بولار نے دل میں بات رکھی۔ اور کچھ عرصہ بعد سری گورو نانک صاحب کے نام کا تالاب بنوایا جو اب تک بڑا عمدہ پختہ تالاب بال لیلا گوردوارے کے ملحق ہے۔" (خورشید خالصہ صفحہ ۳۹)

باباصاحبؒ اور نواب دولت خاں لودھی

نواب دولت خاں سلطان پور ریاست کپورتھلہ کے والی تھے۔ آپ کا ذکر مشہور سکھ مصنف بھائی گورداس نے اس طرح کیا ہے:۔

"دولت خاں لودھی بھلا ہوا جند پیر ابناسی" (وار ۱۱ پوڑی ۱۳) یعنی دولت خاں لودھی اچھا ہو گذرا ہے۔ وہ زندہ پیر اور غیر فانی تھا۔

۸۔ بابا نانک صاحب کا بہنوئی جے رام نواب صاحب کا ملازم تھا۔ کالو چند نے بابا صاحب کو سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں جے رام کے پاس بھیج دیا۔ وہاں پر نواب صاحب نے آپ کو اپنی ملازمت میں لے لیا۔ اور مودی خانہ کا انچارج مقرر فرمایا۔ (نانک پرکاش ادھیائے ... صفحہ ... و تواریخ گورو خالصہ ... معنفہ گیان سنگھ و تواریخ گورو خالصہ صفحہ ... مصنفہ پروفیسر سندر سنگھ)

۹۔ ایک دن بابا نانک صاحب ندی پر نہانے گئے۔ پانی میں ایسا غوطہ لگایا کہ آپ کے ڈوب جانے کی افواہ پھیل گئی۔ جب یہ خبر نواب دولت خاں اور جے رام کو ہوئی تو نواب صاحب نے پانی میں غوطے لگوائے اور جال ڈلوائے تاکہ کسی طرح بابا صاحب کا پتہ چلے؛ ورنہ نہیں صحیح سلامت باہر نکال لیا جائے۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۴۱ مصنفہ گیانی گیان سنگھ)

پروفیسر سندر سنگھ لکھتے ہیں کہ اس خبر سے نواب صاحب کو بڑا رحم آیا اور وہ بولے کہ گورو نانک تو خدا کی یاد والا انسان تھا۔ اس نے ایسا کام کیوں کیا؟ بعد ازاں جے رام کو بلا کر تمام بات سنائی۔ وہ آگے ہی مغموم ہوا ہوا تھا۔ مگر نواب صاحب نے تسلی دے کر واپس کیا۔ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۲)

۱۰۔ بابا صاحب کی شادی پر براتی موضع رائے بھوئے کی تلونڈی (ننکانہ صاحب) سے تیار ہو کر سلطان پور آئے۔ تو گورو نانک صاحب کے بہنوئی جے رام نواب دولت خاں کے پاس برائے حصول امداد گیا جیسا کہ لکھا ہے:۔

بھویت پاس جے رام گیو دت لیون کی سب گاتھ سنائی
دیتے متنگ امبارن سنگ ترنگم سوہن سوار سبائی
بھوکھن سندر کنچن کے نگ بیچ جرادن سون چھب چھائی
ورتھا دیئے بہت بھارن تمبو قناتن کے سمدائی
(نانک پرکاش صفحہ ۹۲ ادھیائے ۲۰ نمبر ۲۹)

نواب دولت خاں کے پاس جے رام چیزیں لینے کے لئے گیا۔ سب حالات بیان کئے۔ نواب نے ہاتھی مع امباریوں کے اور گھوڑے سواری کے لئے اور زیور سونے کے جن میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے جو بہت خوبصورت دکھائی دیتے تھے اور اونٹ مع خیموں اور قناتوں کے بوجھ اٹھانے کے لئے دیئے۔ اور اپنے خزانہ سے بہت سا روپیہ منگوا کر بخشش دیا۔

باباصاحبؒ اور بھائی مردانہ

۱۱۔ بھائی مردانہ مسلمان اور ذات کا میراسی تھا۔ تمام عمر بابا نانک صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ ایسے نازک وقت میں جبکہ سفروں میں کوئی آرام میسر نہ تھا بلکہ سفر پُر خطر ہوتا تھا۔ نہ ریل نہ تار بلکہ خطرہ ہی خطرہ تھا۔ بھائی مردانہ نے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑا۔ دور دراز کے سفروں میں آپ کی رفاقت اختیار کی۔ اور راستہ میں ہی جان بحق ہوا۔

باباصاحبؒ اور حضرت میر سید حسن صاحب

۱۲۔ گیانی گیان سنگھ صاحب مصنف تواریخ گورو خالصہ کا بیان ہے کہ مسٹر کننگھم نے اسلامی تاریخوں کے حوالجات سے تحریر کیا ہے کہ بابا نانکؒ صاحب کے ہمسایہ ہی میر سید حسن صاحب جو اپنے علاقہ میں شیخ کل (بقیہ صفحہ ۱۰ کالم دوم)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفرِ سندھ کے کوائف

یکم مارچ سے ۳ مارچ تک

(از مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی)

بشیر آباد سٹیٹ یکم مارچ ۱۹۵۲ء۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۸½ بجے صبح اسٹیٹ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور نے دارڈ کورس چک R ۲ کی فصل گندم اور تیاری فصل خریف کا اڑھائی گھنٹہ تک معائنہ فرمایا۔ نماز ظہر کے بعد حضور نے مرکزی اور مقامی کارکنوں کی ایک میٹنگ بلائی۔ یہ میٹنگ ۴ بجے تک جاری رہی ½۴ بجے کے قریب حضور محمود آباد اسٹیٹ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور نے چانگ ناڑنے کے دارڈ کورس کی فصل گندم اور تیاری فصل خریف کا معائنہ فرمایا۔ اور غروب آفتاب کے بعد واپس تشریف لائے۔

۲ر مارچ ۱۹۵۲ء حضور نے ½۱۰ بجے کے قریب مرکزی اور مقامی کارکنوں کی ایک میٹنگ بلائی یہ میٹنگ ½۱۱ بجے تک جاری رہی۔ حضور نے کارکنان کو مزید محنت اور فرض شناسی کی طرف توجہ دلائی۔ نیز فرمایا کہ دوسری قوموں کے افراد دن اور رات محنت سے کام کرتے ہیں۔ ہمارے کارکنوں میں بھی یہی جذبہ ہونا ضروری ہے کہ یہی کامیابی کا راز ہے۔

مکرم ڈاکٹر محمد جمیل صاحب آف وکھو ان نے حضرت اقدس کو معہ قافلہ دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا حضور نے تنگی وقت کے باوجود ان کی دعوت کو قبول فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی قیام گاہ بشیر آباد سے سات میل دور تھی۔ اس لئے وہاں جانے کیلئے تین جیپوں اور ایک کار کا انتظام کیا گیا۔ ایک جیپ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب مینیجر ظفر آباد سٹیٹ نے پیش کی۔ ایک جیپ مکرم ڈاکٹر محمد جمیل صاحب نے بھیجی۔ میر بندے علی صاحب نے اپنی کار حضور کے لئے دی۔ دعوت میں کوٹ احمدیاں کے بعض احمدی دوست اور بعض غیر احمدی معززین جن میں ایک سندھی پیر بھی شامل تھے بھی شریک ہوئے۔ حضور نے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اجتماعی دعا فرمائی۔ ظہر اور عصر کی نمازیں حضور نے وہیں جمع کر کے پڑھائیں۔

حضور اقدس معہ اہل بیت گوٹھ محمد جمیل سے سیدھے ٹنڈوالہ یار روانہ ہوئے اور ½۴ بجے کے قریب وہاں پہنچے۔ حضور اقدس نے رات ریلوے سٹیشن کے ویٹنگ روم میں بسر کی۔ شام کا کھانا مکرم چوہدری عنایت الرحمن صاحب مالک زمیندارہ انجنیئرنگ ورکس ٹنڈوالہ یار نے پیش کیا فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اسٹیشن پر حضور نے بعض غیر احمدی دوستوں کو شرف ملاقات بخشا۔

۳ر مارچ ۱۹۵۲ء حضور نے فجر کی نماز سٹیشن پر پڑھائی۔ اور پھر ۶ بجے کی گاڑی کنجھی روانہ ہوئے حضور اور اہل بیت کے لئے ٹنڈوالہ یار سے کنجھی تک چار سیٹوں کا ایک سیکنڈ کلاس کمپارٹمنٹ ریزرو کروالیا گیا تھا۔ ریزرویشن میں مکرم چوہدری محمد سعید صاحب پسر نواب محمد الدین صاحب مرحوم۔ مکرم محمود احمد صاحب ہیڈ کلرک ریلوے اور مکرم سید علی شاہ صاحب ٹکٹ چیکر نے قابل قدر امداد فرمائی فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

حضور اقدس کو الوداع کہنے کے لئے مکرم چوہدری محمد سعید صاحب۔ مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب اور دوسرے احباب کثیر تعداد میں حیدر آباد سے ٹنڈوالہ یار آئے ہوئے تھے۔

گاڑی آٹھ بجے کے قریب میرپور خاص پہنچی جماعت کے دوست اسٹیشن پر تشریف لائے ہوئے تھے حضور نے سب کو شرف ملاقات بخشا صبح کا ناشتہ مکرم ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب صدیقی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی طرف سے جو ان دنوں بیمار ہیں ان کے بھائی ابوالخیر صاحب صدیقی نے پیش کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

گاڑی گیارہ بجے کے قریب کنجھی پہنچی۔ مکرم چوہدری غلام احمد صاحب پسر انیجر ناصر آباد سٹیٹ اور دوسرے احباب نے حضور کا استقبال کیا۔ اسٹیشن پر ناصر آباد۔ نسیم آباد۔ کنری۔ محمود آباد احمد آباد۔ نبی سر روڈ اور محمد آباد کے احباب کثیر تعداد میں موجود تھے۔ جنہوں نے نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ اس کے بعد حضور معہ اہل بیت جیپ کار کے ذریعہ ناصر آباد پہنچے۔ قافلہ اور سامان کے لئے دو موٹر ٹرالیوں متعدد بیل گاڑیوں اور گھوڑوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ دوپہر کا کھانا جماعت احمدیہ ناصر آباد نے پیش کیا۔ اور شام کے کھانے کا انتظام مکرم مولوی رحمت علی صاحب آف پھیرو چیچی اور ان کے صاحبزادے مکرم مولوی کرم الٰہی صاحب نے کیا۔

فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

بقیہ ۔۔۔۔ ۔ بے ناگ اور لیا کرامات پیر مانے جاتے تھے۔ رہا کرتے تھے۔ وہ بابا نانک صاحب سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے۔ اس نے اپنا سارا علم دینی اور دنیاوی بابے نانک صاحب کو پڑھایا۔ اور بڑے بڑے راہ حق کے بھید بتائے۔

۱۳۔ باباصاحبؒ اور نواب فیض بخش صاحب

معنف تواریخ گورو خالصہ نے لکھا ہے:۔

"بابا نانک صاحب جونا گڑھ پہنچے۔ وہاں پر دتا گنج بخش صاحب فقیر بھی جو اس زمانہ میں اعلیٰ درجہ کے عارف تھے۔ گورو نانک صاحب کی تعریف سن کر ان کے پاس آئے۔ اور مل کر بہت خوش ہوئے۔ یہاں کا نواب فیض بخش اول درجہ کا فقیر دل دوست شخص تھا۔ اس نے گورو صاحب کی بہت خدمت کی۔ چلتے وقت ان کی کھڑاؤں کو جو آج تک قلعہ کے پاس دھرمسالہ میں رکھی ہوئی ہیں بطور یادگار رکھ لیا۔ اس دھرمسالہ کی پوجا نانک شاہی فقیر کرتے ہیں۔ رسد نواب صاحب دیتے ہیں۔ اس نواب نے گاؤں اور شہر میں لنگر جاری کر رکھے ہیں۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۹۳ گورمکھی)

۱۴۔ باباصاحب اور پیر بدھن شاہ صاحب

بابا نانک صاحب کیرت پر تشریف لے گئے۔ یہاں پر پیر بدھن شاہ صاحب فقیر سے، جو ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہتا تھا۔ اور صرف بکریوں کے دودھ سے گذارہ کرتا تھا جا ملے۔ یہ فقیر ان کی زیارت سے بہت خوش ہوا۔ اور ایک دودھ کی مشک سے اس نے گورو نانک صاحب کی تواضع کی۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۵ مصنفہ گیان سنگھ)

۱۵۔ باباصاحب اور عبدالرحمن صاحب سوداگر چرم

بھائی دھنا سنگھ صاحب ایبٹ سائیکل یاترا میں تحقیق کر کے لکھتے ہیں:۔

"جب گورو نانک صاحب لپ در کے علاقہ میں گئے تو وہاں پر عبدالرحمن سوداگر چرم نے آپ کو ایک جوتا پہنایا۔ پرانا جوتا گورو صاحب وہیں چھوڑ آئے۔ جو چار پشت تک ان کے پاس رہا۔ بعد میں رحیم خان اس کو ہوتی مردان لے آیا۔ سنت موتا سنگھ کے پاس امانت رکھ کر کہیں چلا گیا۔ واپس نہ آیا اور جوتا موتا سنگھ نے اپنے دوست متاں سنگھ کو دیا۔ متاں سنگھ کے بھتیجے بھائی نتھا سنگھ نے اس کو پریم سے رکھا۔ آجکل وہ جوڑا مکان گوربخش سنگھ پٹیالہ میں ہے۔" (اخبار خالصہ سماچار ۱۳ر اگست ۱۹۳۲ء)

۱۶۔ باباصاحب اور اُوچ شریف کے پیر

بھائی وبر سنگھ صاحب کتاب نانک پرکاش مصنفہ بھائی سنتوکھ سنگھ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"اُوچ شریف میں پیروں کے پاس بابے نانک صاحب کی کھڑاویں ہیں۔ جن کو امیر سکھوں نے نقدی اور زمین نذرانہ دے کر ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہی۔ لیکن وہاں کے پیر صاحب نے مقدس خیال کر کے دینے سے انکار کر دیا۔" (حاشیہ نانک پرکاش ادھیائے ۵۹ صفحہ ۶۲۳)

۱۷۔ باباصاحبؒ اور شاہ رُوم

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں:۔

"مکہ شریف میں بابا نانک صاحب کا مکان مسجد کی شکل میں بنا ہوا ہے جو ولی ہند کے نام سے مشہور ہے۔ سدا برت دلکر بادشاہ رُوم کی طرف سے جاری ہے۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۲۴)

نیز ماسٹر متاب سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"مکے شریف میں جو استھان گورو صاحب کی یادگاریں بنے ہوئے ہیں وہ مسجدوں کی شکل میں ہیں"۔ "پنیاں" میں ان جگہوں پر شاہ روم کی طرف سے لنگر جاری ہوتا ہے۔" (نانک دے تھا دال داکوش صفحہ ۳۵)

۱۸۔ باباصاحب اور خان قلات

بابا نانک صاحب بغداد سے واپسی پر قلات تشریف لے گئے۔ اس جگہ اُداسی فقیر گدی نشین ہیں۔ ایک اُداسی سنت جن کا نام بابا انکھنڈی داس ہے۔ قلات میں گورو نانک صاحب کے گوردوارے کی یاترا کے لئے پہنچے۔ اس جگہ اس نے ایسا اچھا نمونہ دکھایا کہ خان قلات خود درشن کرنے آیا۔ اس نے بہت عزت کی اور بابا صاحب کے گوردوارہ کے نام جاگیر عطا کی جو اب تک موجود ہے"۔ (سری گوردوارے درشن صفحہ ۷۰ مصنفہ گیانی ٹھاکر سنگھ)

۱۹۔ باباصاحبؒ اور شیخ فرید ثانی

جنم ساکھی کا بیان ہے کہ شیخ فرید صاحب اور بابا نانک صاحب نے مل کر ایک لمبا سفر اختیار کیا علیحدگی کے وقت بابا صاحب نے کہا اے شیخ صاحب! آپ کے اندر خدا صحیح ہے تب فرید صاحب بوقت رخصت بابا نانک صاحب کے گلے میں بازو ڈال کر ملے۔ (جنم ساکھی بالہ صفحہ ۲۶۵) بابا صاحب نے فرید صاحب کی ملاقات کی خوشی میں مندرجہ ذیل شبد فرمایا:۔

آؤ بھینیں گل ملیہ انک سہیڑیاں
ملکے کرہ کہانیاں سمرتھ کنت کیا
سانچے صاحب سبھ گن اوگن سبھ اساہ
(گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱ صفحہ ۱۹)

ترجمہ۔ آؤ بہن ہم دونوں گلے ملیں۔ کیونکہ تو میرے پیارے خاوند یعنی خدا کی سہیلی ہے۔ ہم دونوں مل کر قدرت والے خاوند کی باتیں کریں۔ خدا تعالیٰ میں تو سب خوبیاں ہیں۔ ہم میں کوئی خوبی نہیں۔

ایسے حوالجات سے ظاہر ہے کہ مسلمان بابا نانک صاحب سے کیسی محبت کرتے تھے اور بابا صاحب بھی دل و جان سے مسلمانوں پر فدا تھے۔

تاریخ احمدیت

ناظرین! اس سلسلہ مضامین پر ہر جہت سے تنقید اور تبصرہ فرمایا کریں۔ اس لئے کہ جب ان مضامین کو کتابی صورت دینے کا وقت آئے۔ تو ان تنقیدات کی روشنی میں کتاب میں کوئی خامی باقی نہ رہے۔

(۲)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جبکہ آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی عرب کی ایک وادی غیر ذی زرع میں معہ اُن کی والدہ محترمہ حضرت ہاجرہ کے چھوڑ آئے تھے جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ... مہیا فرمایا جو کہ مکہ کہلایا۔ آباد ہونے کا باعث ہوا۔

آپ نے دو شادیاں کیں پہلی کو طلاق دے کر دوسری مصر کے قبطیہ سے کی۔ آپ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے جو یہ ہیں۔ بنیت۔ قیدار۔ اذبیل۔ مبسام۔ مسماع۔ دومہ۔ مشا۔ حدر۔ یتمہ۔ اطور۔ نافس۔ قدمہ جو اپنے اپنے خاندانوں کے مورث اعلیٰ ہوئے۔ سید الاولین والآخرین باعث کون و مکان فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی ہی نسل سے ہوئے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و بارک وسلم۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ۱۳۷ سال کے ہو کر مکہ میں فوت ہوئے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام

حضرت اسحٰق (اضحاک) حضرت اسمٰعیلؑ سے چودہ۱۴ سال چھوٹے تھے آپ جب جوان ہوئے تو ربقہ بنت بیتوایل بن نحور برادر حضرت ابراہیمؑ سے اُن کی شادی ہوئی۔ حضرت اسحٰق کے ربقہ سے دو توام بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام عیص (عیسا او رعیسو) اور دوسرے کا نام یعقوب علیہ السلام جس کے معنے ہیں پیچھے آنے والا۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام ۱۸۰ سال کے ہو کر فوت ہوئے اور اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت عیص علیہ السلام

حضرت عیصؑ کا رنگ سرخ و سفید تھا بڑے شہ زور دلیر اور جری تھے دراز قد کے بعد فرمانبردار تھے حضرت اسحٰقؑ کو اُن سے بہت محبت تھی آپ کی شادی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیٹی محلت سے ہوئی اس کے سوا اور بھی بیویاں تھیں اور اولاد بھی ہوئی مگر ایک معین زمانہ تک حیثیت خداوندی کے ماتحت آپ کی اولاد میں سے کوئی نمایاں شخصیت پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام (اسرائیل) جب بالغ ہوئے تو انہیں حضرت اسحٰق نے عراق بھیجا جہاں ان کے ماموں لابن بن بیتوایل بن نحور نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں لیئہ اور راحیل اُن کے نکاح میں دیدیں۔ اور دو لونڈیاں بھی ساتھ دیں جن کے نام زلفہ اور بلہا تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے اور ان سے بارہ الگ الگ قبیلے ہوئے جو سب بنی اسرائیل کہلائے جن کے نام یہ ہیں:-

لیئہ سے روبن۔ شمعون۔ لاوی اور یہوداہ

چھوٹی بیوی راحیل سے حضرت یوسف علیہ السلام اور بن یمین۔

لونڈی زلفہ سے آشر۔ اشکار۔ زبولون۔

لونڈی بلہا سے دان اور نفتالی:-

حضرت یعقوب علیہ السلام قحط کے ایام میں اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کی دعوت پر مصر گئے اور وہاں پندرہ سال تک رہے اور وہیں ایک سو سینتیس سال کی عمر پاکر فوت ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ان کا جنازہ کنعان لائے اور اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کیا۔

بنی اسرائیل

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد پر بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا۔ وہ دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال کئے گئے تھے انھیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام یوشعؑ یسعیاہؑ سلیمانؑ سموئیلؑ۔ الیاسؑ۔ داؤدؑ۔ حزقیلؑ۔ حزقیلؑ۔ یرمیاہؑ۔ دانیالؑ۔ عزیرؑ۔ یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی اور رسول آئے اور دنیوی لحاظ سے بھی ایک لمبے عرصہ تک بادشاہت اور حکومت ان کے گھر کی لونڈی رہی الغرض یہ قوم ہر لحاظ سے معزز اور ممتاز رہی۔ مگر جب یہ قوم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو بھول گئی اور خدا اور شریعت سے روگردانی اختیار کر کے بدعات۔ شرک اور بے دینی میں مبتلاء ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کی تیوری بدلی۔ ان کی قسمت بن گئی یعنی آپس میں نااتفاقی۔ جھگڑے اور فساد پیدا ہو کر سلطنت کمزور ہوگئی جس سے ہمسایہ بادشاہوں نے کما حقہ فائدہ اُٹھایا اور اُن پر چڑھ آئے اور ایک لمبے عرصہ تک پے در پے حملے کئے یہاں تک کہ ان کی سلطنت کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور تمام قبائل بنی اسرائیل معہ اُن کے مذہبی قبائل کے اسیر اور غلام بنا کر اس ملک سے کلیتًہ نکال دیئے گئے۔

چنانچہ پہلے تین حملے تو اسور کے بادشاہوں تگلات پلاسر۔ اسور ہیون اور سلمنسر نے ۷۴۰ء۔ ۷۳۰ء۔ ۷۲۱ء قبل مسیح میں کئے اور ملک کا بہت سا علاقہ برباد کر کے بہت سے قبائل کو غلام بنا کر لے گئے اور انہیں اسور۔ میدیا اور فارس میں جا بسایا اور پھر بخت نصر شاہ بابل نے پہلا حملہ ۶۰۴ء دوسرا ۵۹۹ء اور پھر تیسرا بھرپور حملہ ۵۸۶ء قبل مسیح کیا اس آخری حملہ میں شہر یروشلم بھی بالکل برباد کر دیا گیا اور تمام قبائل بنی اسرائیل معہ ان کے مذہبی قبائل عرب میں۔ خیبر۔ مدینہ۔ یمن اور حضرموت کی طرف دھکیل دیئے گئے اور کچھ قبائل فارس۔ خراسان اور میدیا میں منتشر کر دیئے گئے اور باقی قبائل سندھ کے کناروں پر پھیلا دیئے گئے جو رفتہ رفتہ افغانستان ترکستان۔ چین۔ تبت۔ کشمیر اور ہندوستان کے جنوبی علاقوں میں جا آباد ہوئے۔ جب ستر سال گذر گئے تو بخت نصر کی موت کے بعد ایک فارسی شخص خورس نامی فارس اور میدیا کا بادشاہ ہوا۔ جسے بابل کی فتح میں بنی اسرائیل نے مدد دی اس کے صلہ میں بنی اسرائیل کو آزاد کر دیا گیا۔ اور اُن پر سے تمام پابندیاں اُٹھا دی گئیں حتیٰ کہ ان کے اموال جو بیت المقدس سے لوٹ کر لائے گئے تھے اُنہیں واپس دیدیئے گئے۔ اس کے بعد اُن میں سے دو قبائل یہوداہ اور بن یامین تو واپس یروشلم چلے گئے تا دوبارہ یروشلم کو آباد کریں اور باقی دس قبائل معہ اُن کے مذہبی قبیلوں کے جہاں جہاں آباد ہو چکے تھے وہیں جم کر رہ گئے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معہ اپنی والدہ محترمہ کے اپنی انہیں گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں مشرق کا سفر اختیار کیا اور نصیبین۔ افغانستان ہندوستان سے ہوتے ہوئے سیدھے کشمیر پہنچے۔ جہاں بنی اسرائیل آباد ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کشمیر کی خوشگوار آب و ہوا اور دلکش مناظر قدرت پسند آئے اور گم شدہ بھیڑیں بھی مل گئیں اس لئے آپ نے وہیں اپنا تبلیغی مرکز قائم کیا اور بقیہ زندگی وہیں گذاری اور بالآخر ایک سو بیس۱۲۰ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ مری نگر محلہ خانیار میں اُن کا مقبرہ یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور آپ کی والدہ مریم صدیقہ کی قبر کوہ مری پر ہے اُن کے پیچھے پیچھے توما حواری بھی افغانستان اور پنجاب سے ہوتے ہوئے پہلے کشمیر پہنچے اور پھر حضرت عیسیٰ کے حکم سے جنوبی ہند کے بنی اسرائیل میں تبلیغ کی خاطر مالابار اور مدراس کے علاقوں میں پہنچے اور تبلیغ کرتے ہوئے شہید کر دیئے گئے۔ چنانچہ اُن کا مزار اور اُس پر ایک شاندار گرجا میلاپور مدراس میں اب تک مرجع خلائق ہے اور نتی کے متعلق بھی گمان ہے کہ وہ بھی ایشیائی افغانستان ترکستان میں چلا گیا اور وہیں انجیل کی منادی کرتا رہا۔ اور برتلمانی حواری کے متعلق بھی روایت ہے کہ وہ من کے علاقہ میں منادی کرتا رہا (مفصل دیکھیں باتیں تک ہندوستان میں۔ راز حقیقت تصنیفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ قبر مسیح مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کتاب عیسیٰ در کشمیر مصنفہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

اہلِ فارس

(۱) فارس ثم نحو ولد اسحٰق رواہ الکرنی تاریخ عن ابن عمر یعنی حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ اہل فارس حضرت اسحٰقؑ کی اولاد ہیں (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۵)

(۲) فارس عصبۃ اہل البیت لان اسمٰعیل عم ولد اسحٰق عم ولد اسمٰعیل رواہ الحاکم فی التاریخ عن ابن عباس یعنی حاکم اپنی تاریخ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہل بیت! فارس والے ہمارے عصبہ ہیں کیونکہ حضرت اسمٰعیل اولاد اسحٰق اور حضرت اسحٰق اولاد اسمٰعیل کے چچا ہیں۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶)

(۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ سے بار بار اظہار محبت فرمایا اور اُنہیں اپنے اہل بیت میں بتایا۔

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل فارس کے حق میں ایک نہایت مہتم بالشان پیشگوئی فرمائی جیسا کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اس قدر فضیلت بیان فرمائی ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ وہ لوگ اس کی قوم میں سے ہوں گے۔ اور اگر ایمان ثریا پر بھی اُٹھ گیا تو اہل فارس اس کو واپس لے آویں گے۔ ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ اہل فارس حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے حضرت عیصؑ کی اولاد سے ہیں۔ جو اگرچہ بنی اسمٰعیل

کے عہد میں تو بنی اسرائیل کے دو منصبوں میں سے جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہی ارض مقدس سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور فارس میں آکر آباد ہو گئے۔ ورنہ اگر بانی اسلام بنی اسرائیل ہی ہوتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بنی اسرائیل ہی کے نام سے یاد فرماتے۔ تھے یہ دونوں ٹکڑے ان منہ دیہ بالا واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر برکات و انعامات خداوندی کے تین دور ہیں جو فی الحقیقت ابراہیمی دعا کا نتیجہ ہیں۔ پہلا دور بنی اسرائیل کو عطا کیا گیا کہ ان میں بڑے بڑے نبی اور رسول اور بادشاہ ہوئے اور ایک لمبے عرصہ تک خدا تعالیٰ کی تائید و رحمت ان پر رہی۔ دوسرا دور نہایت ہی بابرکت دور بنی اسرائیل کو عطا فرمایا گیا۔ دور رسول کریم کا، جس کا ابتدائی دور تھا جو ساری دنیا کے لئے رحمت اور برکت کا موجب ہوگا اور اب تیسرا دور خدا تعالیٰ نے بنی فارس پر رکھا ہے کہ جس کے مکمل بیان کے لئے ہی یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ان اہل فارس میں سے ایک بزرگ ایرد م جی برلاس ہوئے ہیں جو تمید برلاس کے مورث اعلیٰ تھے۔ جن کا بیٹا سوچغن اور پوتا حاجی عبدالرحمۃ تھے۔ قراچار عبدالرحمۃ اپنی خداداد قابلیت اور شرافت نسب کے سبب سے اپنی قوم کے سردار تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کے جان میلکم اور مارکم جیسے متعصب عیسائی مورخ بھی مداح ہیں۔ آپ نہایت نیک طبیعت۔ پاک منش اور خدا پرست انسان تھے۔ اور اپنی قوم میں اپنی ذات بابرکات ہی کو یہ فخر حاصل ہوا کہ آپ اول المسلمین تھے اور آپ ہی کی تبلیغ۔ تقویٰ اور طہارت کے سبب سے قوم نے اسلام قبول کیا۔

چنانچہ چھٹی صدی عیسوی کے قریب جب چنگیز خاں کے حملوں کی زد میں فارس بھی آگیا اور اتفاق سے چنگیز خاں کی نظر آپ پر پڑ گئی تو وہ ان کی نیکی اور تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر ان کا گرویدہ ہو گیا اور انہیں پیش کش کی کہ آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں یا ممکن ہے اور بھی وجوہات ہوں تاریخ سے کہا جا سکتا ہے کہ آپ معہ اپنی قوم کے نہایت عزت اور وقار کے ساتھ علاقہ ترکستان کی طرف نقل مکانی کر گئے نہ کہ کسی دباؤ یا شکست کی بنا پر۔ آپ کثیر العیال تھے بالآخر خود اپنے اہل و عیال اور قبیلے کے ساتھ شہر سبز کے جنوب کی طرف شہر کش اور اس کے گرد و نواح میں نہایت پر بہار وادیوں میں آباد ہوئے۔ چنگیز خاں نہایت ہی عزت کرتا اور اپنا ہمدم کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ اس نے اپنے جانشین چغتائی خاں کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد انہیں میری جگہ سمجھے چنانچہ چغتائی خاں نے اس وصیت پر تا زندگی کما حقہٗ عمل کیا

بلکہ اپنی دختر نیک اختر کو بھی اُن کی زوجیت میں دیدیا اور اپنا وزیر مقرر کیا۔ اُن کی نیکی اور شجاعت سے چغتائی خاں ایسا خوش ہوا کہ انہیں سول وزارت سے تبدیل کر کے اپنی افواج قاہرہ کا سپہ سالار اعظم مقرر کر دیا۔ جہاں آپ نے خوب جوہر مردانگی دکھائے اور شجاعت حاصل کی تا آنکہ چغتائی خاں کی وفات کے بعد ۶۵۶ھ میں آپ ہی نے بعمر ۸۰ سال مسند حکومت پر اجلال فرمایا۔ آپ کے پوتے برقال (برکل) کے یہاں دو بیٹے پیدا ہو گئے تھے۔ ایک کا نام حاجی برلاس علیہ الرحمۃ اور دوسرے کا نام طراغی (طرغائی) تھا۔ دونوں بھائی بجائے خود تقویٰ اور طہارت میں بے نظیر تھے۔ اور اُس وقت کے مشہور اہل طریقت قدوۃ السالکین حضرت شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ طراغی کے یہاں بچہ تولد ہوا تو دونوں بھائی حسن عقیدت کی بنا پر بغرض دعا بچے کو اپنے مرشد کی حضوری میں لے گئے۔ مرشد کامل اس وقت سورۂ ملک کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

ءَاَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ۔

چنانچہ بچے کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اس کا نام تیمور یعنی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والا رکھو۔ چنانچہ اس کا نام یہی رکھا گیا جو اسم بامسمیٰ ثابت ہوا۔ اور تیمور کے پیدا کردہ انقلاب کو کون نہیں جانتا۔

اگرچہ طراغی بجائے خود متقی اور مخلص دیندار تھے مگر حاجی برلاس علیہ الرحمۃ کو اپنے تقویٰ۔ طہارت۔ جود و کرم اور کئی قسم کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کے سبب سے فضیلت اور تفوق حاصل تھا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حلیمہ خاتون بھی اپنے خاوند محترم کے رنگ میں دیسی ہی رنگین تھیں۔ اپنے خاوند کی کامل متبع وفادار۔ رفیق اور جاں نثار مشیر تھیں۔ عفیفہ آب۔ پارسا۔ کریم النفس۔ رحمدل اور لائق تحسین خاتون تھیں۔ اور دونوں میاں بیوی میں بے حد محبت اور یگانگت تھی۔ کش کی حکومت حاجی برلاس علیہ الرحمۃ کے حصہ میں آئی تھی مگر جب تیمور نے اپنی انقلابی سرگرمیاں شروع کیں تو اس انقلاب کی زد میں یہ حکومت بھی بہہ گئی اور حاجی برلاس وہاں سے نکل جانے پر مجبور ہوئے اور خراسان میں جا کر پناہ لی اور وہیں فوت ہوئے۔ بعد میں تیمور نے خراسان کو بھی فتح کر لیا اور غالباً تلافی مافات کے طور پر قرابت کا پاس کرتے ہوئے یا کسی اور وجہ سے خراسان کو بطور جاگیر اپنے چچا مرحوم کی اولاد کو دے دیا۔ جہاں وہ ایک عرصہ تک برسر اقتدار رہے۔ برلاس قوم کو دینی علوم اور علمی حالت کی اصلاح کا خاص طور پر خیال رہا ہے چنانچہ کش جو اس قوم کا صدر مقام تھا وہ کثرت علماء۔ علما اور فقہاء کی وجہ سے خصوصیت سے مشہور تھا۔ (تواریخ فارس مصنفہ مارخم)

(سوانح عمری مسیح موعود از میاں معراج الدین صاحب عمر و برلیس) (حیات النبی مصنفہ حضرت عرفانی کبیر)

اس زمانہ میں ایک واقعہ اس قوم کے ساتھ یہ بھی پیش آیا جس کا ضمناً اس جگہ اس جگہ بیان کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔ کہ جب قوم برلاس کو مغلوں کے درمیان رہتے ہوئے قریباً دو سو سال گذر گئے۔ تو مغلوں کے ساتھ قرابت کے سبب سے اس قوم کا شمار بھی مغلوں ہی میں ہونے لگ گیا۔ چونکہ علاوہ قراچار علیہ الرحمۃ کے قوم برلاس کے کئی اور شہزادوں کی شادیاں بھی مغل شہزادیوں سے ہو چکی تھیں۔ خود امیر تیمور کا گورگان مشہور ہونا بھی اسی وجہ سے تھا کہ اس کی شادی بھی مغل بادشاہ خضر خواجہ خاں کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ مغلیہ زبان میں گورگان داماد ہی کو کہتے ہیں۔ اور یہ لقب امیر تیمور نے فخریہ ہی اختیار کیا تھا جو بعد میں تیموریوں کا خاندانی لقب بن گیا اس لئے اس زمانہ میں جبکہ مغلوں کو انتہائی طور پر عروج حاصل تھا اُن کا داماد ہونا اور ان سے نسب ملانا باعث فخر سمجھا جاتا تھا! اور اسی سبب سے بعض خوش عقیدہ مورخین نے بھی امیر تیمور کا شجرۂ نسب چنگیز خاں سے ملانے کی کوشش کی ہے اور ان ہی غلط کوششوں کے سبب اُس وقت سے لے کر اس وقت تک بھی غلط العام کے رنگ میں اس قوم کو مغلیہ خاندان ہی سے سمجھا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ اس میں شک نہیں ہے کہ اُن کے ساتھ ان ازدواجی تعلقات کی بنا پر اس قوم میں چینی خون کی آمیزش ضرور آگئی مگر اب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ قوم برلاس مغل نہیں بلکہ فارس الاصل ہیں۔ اسی ضمن میں ایک واضح حقیقت توجہ طلب یہ بھی ہے کہ قوم برلاس میں مرزا کا لقب جو نام سے پہلے آتا ہے فی الحقیقت ایرانی لقب ہے۔ اس کے برعکس تورانیوں کا لقب خان ہے۔ جو نام کے بعد آتا ہے۔

(مفصل دیکھیں ریویو آف ریلیجنز اردو دسمبر ۱۹۳۲ء تحقیقات مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب درد و کتاب مجدد اعظم مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد)

حاجی برلاس علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے ایک بزرگ مرزا ہادی بیگ علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ اور یہی بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مورث اعلیٰ اور قادیان کے بانی تھے آپ عالم باعمل اور علم و فضل اور تفقہ فی الدین سے مزین اور اعلیٰ درجہ کے فیاض الطبع شجاع عادل اور صاحب داد و دہش تھے۔ اور اپنی قوم اور رعایا میں معزز اور ممتاز صاحب حکومت تھے مگر کچھ اس قسم کے اسباب پیدا ہو گئے جن کا پتہ نہیں چلتا یا بقول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں کسی حکومت اور تفرقہ کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا۔ اور بہت ممکن ہے کہ مشیت ایزدی نے بنا، مقام بعثت مسیح موعود علیہ السلام اور مرکز احمدیت کی تیاری اور تعمیر کی غرض سے ہی یہ انتظام کیا ہو بہر حال آپ اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہہ کر

اہل و عیال اور خدام کے دو ڈھائی سو افراد کے قریب مختصر قافلہ کی معیت میں زاد راہ اور ضروری سامان لے کر دسویں صدی ہجری کے شروع میں پہلے خراسان سے کشمکش میں آئے مگر وہاں بھی رہائش کی کوئی خاطر خواہ صورت نہ پاکر توکلاً علی اللہ پرخطر جنگلات دریاؤں، پہاڑوں اور بیابانوں کو عبور کرتے ہوئے پنجاب میں وارد ہوئے اور پہلے سیدھے دلّی پہنچے یہ زمانہ بابر کے ہندوستان پر قابض ہونے سے کچھ ہی عرصہ قبل یا بعد کا ہے۔ (مفصل دیکھیں کتاب البریہ۔ براہین احمدیہ میاں معراج الدین صاحب عمر کی تصنیف سوانح عمری حضرت مسیح موعودؑ اور حیات النبیؐ)

قادیان میں ورود

شہر دہلی میں ایک معزز رئیس کی حیثیت سے حکومت وقت سے اعزاز اور جاگیر حاصل کر کے وارد پنجاب قصبہ قادیان میں آئے۔ اور اس جگہ جہاں اب قادیان آباد ہے جو اس وقت ایک بیابان ویران اور خار دار جنگلی علاقہ تھا آکر فروکش ہوئے۔ اس جگہ ایک خاص بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ جیسا کہ عرض کیا جاتا ہے کہ حکومت مغلیہ نے آپ کو معزز رئیس کی حیثیت سے اعزاز بخشا اور جاگیر دی اور اگر آپ بھی عام دنیاداروں کی طرح ہوتے اور کوشش کرتے تو اس اجاڑ بیابان جنگل سے بہتر قابل کاشت زرعی آباد اور زرخیز زمین کوئی شہر قصبہ یا کم از کم معقول گاؤں ہی حاصل کر لیتے مگر اس علاقہ کو پسند فرمانا ایک تو الٰہی مشیت کے ماتحت تھا اور دوسرے آپ کی علو ہمتی۔ خشیت اللہ سے لبریز اور معرفت الٰہی و محبت خداوندی میں گداز دل نے گوارا ہی نہیں فرمایا کہ وہ ایسا کریں۔ اور ناحق طور پر کسی حقدار کو اس کی زمینوں جائیدادوں وغیرہ سے بیدخل ہونا پڑے۔ اس لئے آپ نے خود محنت اور مشقت برداشت کر کے اس علاقہ کو قابل زراعت بنایا اور قادیان کی تعمیر فرمائی اس کی تازہ ترین مثال ہمیں حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ ودود کے وجود میں نظر آتی ہے کہ جب حضور قادیان سے ہجرت فرما کر پاکستان تشریف لے گئے تو جہاں دیگر مہاجرین نے ہندوؤں اور سکھوں کی چھوڑی ہوئی زمین اور جائیدادوں پر بے دھڑک اور اپنا حق سمجھ کر قبضہ حاصل کیا وہاں صرف حضور ہی کا وجود باوجود ایسا مبارک نکلا کہ نہ تو خود ہی کچھ لیا اور نہ ہی حتی الوسع مہاجرین قادیان ہی کو کچھ لینے دیا اور باوجودیکہ آپ کو کہا بھی گیا کہ آپ کی جائیدادیں اور مرکز پر بھی تو غیروں کا قبضہ ہے۔ (باقی آئندہ)

وصایا

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی موصی یا اس کے رشتہ دار کو کسی قسم کا اعتراض ہو تو دفتر میں اطلاع کر دے۔

سکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۰۷۷ ق۔ منکہ محمد احمد غوری ولد محمد یوسف صاحب غوری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میری آمد ماہوار ایک سو روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور ماہ بماہ آمد کا حصہ ادا کرتا ہوں گا۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وارث بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

فقط والسلام

العبد محمد احمد غوری — گواہ شد محمد اسمٰعیل مولوی فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر — گواہ شد عبدالرحیم ملکانہ انسپکٹر بیت المال

نمبر ۱۳۰۵۹ ق۔ منکہ محمد یوسف ولد عبدالکریم صاحب عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن بمبئی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۹/۴/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری ۴ ۳ مربع گز زمین شہر احمد آباد میں واقع ہے جس کی قیمت اندازاً ۲۰۰۰ روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ ساٹھ ۶۰ روپے ماہوار آمد ہے جس پر میرا گذارہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد محمد یوسف بقلم خود

گواہ شد شیخ عبدالحق سکرٹری مال جماعت احمدیہ بمبئی — گواہ شد یوسف علی عرفانی

نمبر ۱۳۰۷۹ ق۔ منکہ احمد حسین ولد مومن حسین صاحب عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

چار عدد دستی مشین قیمت چھ صد ۶۰۰ روپیہ ہے نیز ماہوار آمد ۱۵۰ روپیہ سے میں ۱/۱۰ حصہ اس کا ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی رقم جائداد کے حصہ کی خزانہ کردوں تو اس قدر رقم اس کی قیمت سے

منہا کردی جائیگی۔ بوقت وفات اگر اور کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔

العبد احمد حسین ۲۹ مئی ۱۹۵۱ء

گواہ شد عبدالرحیم ملکانہ انسپکٹر بیت المال ۲۹/۵/۵۱ — گواہ شد محمد عبداللہ مولوی فاضل ۲۹/۵/۵۱

نمبر ۱۳۰۵۷ ق۔ منکہ چوہدری بشیر احمد حصاری ولد چوہدری محمد بخش حصاری عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن حصار شہر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۹/۴/۵۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں لیکن ماہوار آمد ۶۵ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر اگر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد چوہدری بشیر احمد حصاری

گواہ شد بقلم خود شیخ عبدالحق سکرٹری مال بمبئی — گواہ شد Herakumar Gojoor [illegible]

نمبر ۱۳۰۸۰ ق۔ منکہ محمد عبدالسلام احمدی ولد محمد عثمان احمدی عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی

ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۲ جون ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے پاس نقد ایک ہزار ۱۰۰۰ روپیہ ہے۔ اور میرا گذارہ ماہوار آمد ۱۳۰ روپیہ سکہ عثمانیہ پر ہے۔ میں اپنی نقد جائداد اور ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آمد ماہوار کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری وفات پر اگر اور کوئی جائیداد بھی ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔

العبد محمد عبداللہ

گواہ شد حکیم عبدالصمد برادر موصی — گواہ شد ہاجرہ بیگم زوجہ موصی

گواہ شد محمد عثمان والد موصی

نمبر ۱۳۰۴۸ ق۔ منکہ فخر النساء بیگم بنت حاجی محمد عبدالواحد صاحب مرحوم عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن راٹھ ضلع ہمیر پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۹/۵/۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت زیور قیمت ۱۰۵ کا ہے۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔

الامۃ

فخر النساء بیگم احمدی۔

گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۹/۵/۱ — گواہ شد اسرار محمد سیکرٹری مال ۲۹/۵/۱

سیکرٹریانِ تبلیغ کا تقرر جلد عمل میں لایا جائے

ہندوستان کے کروڑہا افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچانا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کے لئے متواتر کوشش اور پیہم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جب تک ہر احمدی اس کی اہمیت کو نہ سمجھے اور اس کے لئے ہمہ تن مصروف نہ ہو جائے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔

نیز اس تبلیغی جدوجہد کو مفید اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ مرکز کو اس کا برابر علم ہوتا رہے۔ تا مناسب ہدایات اور مفید لٹریچر کے ساتھ ہمارا قدم ترقی کی طرف بڑھے۔ تمام جماعتوں میں سیکرٹریان تبلیغ پوری تندہی اور کوشش سے کام کریں۔ وہ ایک خاص پروگرام کے ماتحت تمام افراد کو اس اہم فریضہ کی طرف متوجہ کرتے رہیں۔ اس وقت سوائے ایک یا دو جماعتوں کے کسی بھی جماعت کی طرف سے تبلیغی رپورٹ دفتر میں نہیں پہنچ رہی۔

پس میں تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر اپنی اپنی جماعت میں سیکرٹریان تبلیغ مقرر کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔ اور پھر باقاعدہ ایک پروگرام کے مطابق تبلیغ کے کام میں لگ جائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور تمام مشکلات کو دور کر دے۔ تبلیغی رپورٹ کے فارم دفتر ہذا سے منگوائے جائیں اور اس کے مطابق رپورٹ بھجوائی جائے۔

(ناظر دعوت وتبلیغ قادیان)

وعدہ جاتِ تحریک جدید

کے لئے ایک ضروری اعلان

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امسال تحریک جدید کے وعدوں کا اعلان فرماتے ہوئے ہر احمدی۔ مرد وعورت کے لئے اس میں شامل ہونا ضروری قرار دے چکے ہیں۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں:۔

"باقی تمام لوگوں کا دفتر اول کے مجاہدین کے علاوہ، فرض ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق تحریک جدید میں حصہ لیں۔ اسی حکمت کے ماتحت دفتر دوم قائم کیا گیا ہے جس میں ہر وقت انسان شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس امداد کے ساتھ کہ وہ اپنا قدم اب پیچھے نہیں ہٹائے گا۔ گویا یہ بھی ایک قسم کا وقف ہے۔ جس میں ہر شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میری جان اور میرا مال اسلام کے لئے حاضر ہے لیکن اپنی توفیق کے مطابق ہر شخص کو اس میں حصہ لینا چاہئیے۔ مرد بھی اور عورتیں بھی۔ بچے بھی اور بوڑھے بھی۔ امیر بھی اور غریب بھی سب لوگوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق تحریک جدید کے دوسرے دور میں شامل ہوں۔"

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری تاریخ ۱۰ مارچ تھی۔ جو گذر چکی ہے۔ مگر ہو سکتا ہے کہ بعض احباب حضور کے مندرجہ ارشاد سے لاعلمی یا کسی اور معذوری کی بناء پر ابھی تک اس میں حصہ نہ لے سکے ہوں۔ اور میعاد کے اندر اپنے وعدہ جات بھجوانے سے محروم رہے ہوں۔ تو ایسے دوستوں کو حضرت اقدس کے مندرجہ بالا تاکیدی ارشاد سے اطلاع دیتے ہوئے اپنے وعدہ جات فوری طور پر دفتر وکیل المال تحریک جدید قادیان میں بھجوانے کی تحریک کی جاتی ہے۔

اسی طرح جو دوست بقایا دار ہوں اور باوجود کوشش کے اپنا بقایا ادا نہ کر سکے ہوں وہ بھی بقایا کی ادائیگی کے عہد کے ساتھ اپنا آئندہ سال کا وعدہ بھجوا سکتے ہیں۔

ایسے جملہ احباب کے وعدے حضور کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کر دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مجھے امید ہے کہ جماعت کا ہر فرد بلا مزید تاخیر تحریک جدید کے مالی جہاد میں حصہ لے کر اپنے اخلاص کا ثبوت دے گا۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

مختصر اور ضروری خبریں

بنارس ۔ ۱۲ر مارچ سوشلسٹ لیڈر ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے کہا۔ کہ سوشلسٹ پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی مختلف ہے۔ سوشلسٹ پارٹی سمجھتی ہے کہ ہندوستانی کا زرعی مسئلہ مشینی زراعت کے ذریعہ حل نہیں ہو سکتا۔ ان کی یہ تجویز ہے کہ اس مسئلہ کو چھوٹی قسم کے زرعی آلات دے کر حل کیا جائے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کے مسائل نہ تو روسی کیمونزم کے ذریعہ حل ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی امریکی سرمایہ داری کے ذریعہ سے۔

لندن ۱۲ر مارچ۔ ایک مقامی اخبار کے نامہ نگار مقیم ماسکو کی اطلاع کے مطابق آجکل سوویٹ یونین میں تقریباً ۲۵ ہزار خواتین جو اپنے سینہ پر تمغے لگانے پر فخر محسوس کرتی ہیں۔ ان تمغوں پر یہ لکھا ہوا ہے "سوویٹ یونین کی بچہ کش ماں" ان تمغوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ خواتین گیارہ گیارہ سے زیادہ بچوں کی مائیں ہیں۔ ۵۰۰ء۰۰۰ سے زیادہ خواتین کے پاس "شان زچگی" کے تمغے ہیں یہ تمغے ان خواتین کو ملتے ہیں جن کے بچوں کی تعداد پانچ اور گیارہ بچوں کے درمیان ہے۔ (گلوب)

لکھنؤ ۔ اب یہ بات طے شدہ سمجھی جاتی ہے کہ شری ایچ پی۔ موڈی اس بات کے لئے تیار نہ ہوں گے کہ ان کے گورنری کے عہدہ میں توسیع کر دی جائے۔ واقف کار حلقوں کا کہنا ہے کہ اب شریمتی راجکماری امرت کور یو۔ پی کی نئی گورنر ہونگی

نئی دہلی ۔ معلوم ہوا ہے کہ نئی پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس کے لئے ۵ رمئی کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ جو بل پیش ہوں گے۔ ان میں ہندو کوڈ بل انکم ٹیکس امینڈمنٹ بل اور تین لیبر بل بھی شامل ہوں گے۔

نئی دہلی ۔ ۱۴ر مارچ نظام حیدرآباد آج ایک خاص طیارہ میں دہلی پہنچے۔ آپ ۱۲ سال کے بعد دہلی آئے ہیں۔ دہلی آنے کی غرض گورنروں اور راج پرمکھوں کی کانفرنس میں شرکت ہے۔ انہوں نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ان کا یہ طویل سفر خوشگوار رہا۔

سان فرانسسکو ۱۳ر مارچ سفیر ہند مسٹر جی۔ آر سیتی نے کہا کہ ہندوستان بہر قیمت امن کا متمنی ہے۔ اگر جنگ چھڑ گئی تو ہندوستان اس فریق کا ساتھ دے گا جس کو وہ حق پر سمجھے گا

دہلی ۱۳ر مارچ ہندوستان کے طول و عرض سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ اس سال بھی ہولی کے تہوار پر اکثر مقامات پر ہنگامے اور لڑائی جھگڑے ہوئے اور ان کے نتیجہ میں بہت سے لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ کلکتہ میں گرفتار شدگان کی تعداد نو سو سے تجاوز کر گئی۔ جلدوانی میں ایک شخص ہلاک اور ۲۵ مجروح ہوئے۔ ڈبرو گڑھ (آسام)، اور رانچی میں بھی ہنگامے ہوئے۔ فیروز آباد میں پولیس کو فائرنگ کرنا پڑا۔

کراچی ۔ ۱۲ر مارچ کل ایک مؤثر تقریب میں حکومت پاکستان کے ایک نمائندے نے سکھوں کی مقدس مذہبی کتاب گورو گرنتھ صاحب کی ۲۴۰ کاپیاں ہندوستانی ہائی کمشنر مقیم کراچی کے حوالہ کر دیں۔ یہ کاپیاں سندھ کے اندرونی علاقہ سے لائی گئی تھیں۔ جہاں سکھ انہیں چھوڑ گئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ گرنتھ صاحب کے یہ نسخے جلد ہندوستان بھجوا دیئے جائیں گے۔

میمن سنگھ ۱۲ر مارچ انصار تنظیم کے ڈائرکٹر جنرل مسٹر شمس الضحیٰ نے انصاروں کی ایک ریلی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وفادار ہندوؤں کو حکومت کی ایک مقدس امانت سمجھا جائے۔

دہلی ۱۲ر مارچ معلوم ہوا ہے کہ علیگڑھ میں ایجوکیشنل کانفرنس کا ایک خصوصی اجلاس ۱۳ر مارچ کو منعقد ہو گا جس میں مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ العلماء ہند اور دوسرے معتدد لوگ شمولیت فرمائیں گے اس اجلاس میں خاص طور پر اردو زبان کے مسئلہ پر غور ہو گا۔

بنارس ۱۲ر مارچ حیات اللہ صاحب انصاری جنرل سیکرٹری اردو علاقائی زبان کمیٹی کی زیر صدارت ایک کامیاب ادبی جلسہ ہوا۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے حیات اللہ صاحب نے بتایا کہ اردو ہندوستان کی دوسری زبانوں کی طرح ایک وطنی سرمایہ ہے۔ جیسے تاج محل۔ ایلورا۔ اجنتا ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ قانونی طور پر اردو صوبہ کی دوسری زبان تسلیم کر لی جائے۔ حب الوطنی کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس جیتی جاگتی زبان کو مٹنے سے بچائیں۔

سندھ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

۴ مارچ سے ۷ مارچ ۱۹۵۲ء تک کی مختصر ڈائری

از مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

ناصر آباد سٹیٹ ۔ ۴ر مارچ ۱۹۵۲ء حضور ساڑھے ۸ بجے صبح باغ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے اور قریباً گیارہ بجے واپس تشریف لائے۔ نماز ظہر کے بعد حضور نے دفتری حسابات ملاحظہ فرمائے۔ عصر کے بعد دوبارہ باغ میں تشریف لے گئے۔ اور غروب آفتاب کے قریب واپس تشریف لائے۔

۵ر مارچ ۱۹۵۲ء حضور صبح نو بجے کے قریب دفتر میں تشریف لائے اور کارکنوں کو مختلف امور کے متعلق ہدایات دیں۔ حضور ڈیڑھ گھنٹے تک دفتر میں تشریف فرما رہے۔ عصر کے بعد حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

۶ر مارچ ۱۹۵۲ء حضور آٹھ بجے صبح سٹیٹ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور واٹر کورس ۵ کی فصل گندم اور بنیادی فصل خریف کا معائنہ فرمایا۔ حضور واٹر کورس ۔۔ جیپ کار پر تشریف لے گئے۔ اور پھر گھوڑے پر کھیتوں کا معائنہ فرمایا۔ حضور بارہ بجے کے قریب واپس تشریف لائے۔

عصر کے بعد حضور دفتر میں تشریف لائے۔ اور مغرب تک ناصر آباد سٹیٹ کے سال گذشتہ کے حسابات ملاحظہ فرمائے۔ اس موقعہ پر مرکزی اور مقامی کارکن بھی موجود تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد حضور نے مکرم محمد اقبال صاحب ولد عبدالوحید صاحب حال ٹریکٹر ڈرائیور ناصر آباد کا نکاح مسماۃ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت میاں محمد لطیف صاحب حجام کے ساتھ بعوض ۲۰۰ صد روپیہ مہر پڑھا۔ مکرم چوہدری عبدالمنان صاحب۔ ولد چوہدری اکبر خاں صاحب مرحوم کاٹھ گڑھی نے جو عرصہ بارہ سال سے ناصر آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ ایک عمدہ بیل حضور کو بطور نذرانہ پیش کیا۔ اسی طرح مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب بلو موڈی بٹ مزارع ناصر آباد نے ایک گھوڑا حضور کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

۷ر مارچ ۱۹۵۲ء حضور ساڑھے ۸ بجے صبح سٹیٹ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور واٹر کورس ۔۔ کی فصل گندم اور بنیادی فصل خریف کا معائنہ فرمایا۔ حضور ساڑھے ۱۰ بجے واپس تشریف لائے

۔۔۔ بجے ۔۔۔ امام کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے ناصر آباد سٹیٹ۔ کنری۔ محمد آباد سٹیٹ نبی سر روڈ محمد آباد سٹیٹ۔ محمد آباد سٹیٹ۔ نصرت آباد سٹیٹ ڈگری۔ نوکوٹ اور دیگر جماعتوں کے مرد و زن کثیر تعداد میں ناصر آباد میں جمع ہوئے۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا۔ کامل مومن وہی ہے۔ جو عقل اور محبت دونوں میں توازن رکھے۔ نہ وہ عقل سے کام لینے میں اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ اسے اوہام و وساوس میں مبتلا کر دے۔ اور نہ محبت میں اس حد تک گذر جائے کہ اسے جنون ہو جائے۔ مومن کی علامت یہی ہے کہ وہ ان کے درمیان توازن قائم رکھتا ہے حضور نے اسٹیٹس کے کارکنوں کو اس طرف توجہ دلائی۔ کہ وہ مزارعین اور دوسرے پیشہ وروں سے ہمدردانہ سلوک کریں۔ اور مزارعین اور دوسرے پیشہ وروں کو ہدایت فرمائی کہ وہ کارکنوں کے متعلق حسن ظنی سے کام لیں۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے۔ تو وہ آپس میں بٹ جائیں گے۔ اور دشمن کو موقعہ مل جائے گا کہ انہیں ایک ایک کر کے مار دے۔ حضور نے نماز جمعہ کے بعد سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔

عصر کے بعد حضور نے مکرم چوہدری عبداللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب مینجر ظفر آباد سٹیٹ اور مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب مینجر نصرت آباد سٹیٹ کو شرف ملاقات بخشا۔

ساڑھے چار بجے کے قریب حضور باغ تشریف لے گئے۔ اور غروب آفتاب کے قریب واپس تشریف لائے۔